مضمون

درباب

اشاعت اسلام ترکوں کے ذریعہ سے

مصنفہ

جناب ٹی ڈبلیو آرنلڈ صاحب [illegible] پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڈھ

بزبان انگریزی

جس کو محمد عنایت اللہ صاحب بی اے طالب علم مدرسۃ العلوم نے ترجمہ کیا

اور

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس ہفتم منعقدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء میں

بمقام دہلی پڑھا گیا

اور

حسب فرمایش جناب مولوی عنایت حسین صاحب آنریری منیجر بکڈپو مدرسۃ العلوم علیگڈھ

محمد خاں کے اہتمام سے

مطبع فیض عام علی گڈھ میں طبع ہوا

سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق سنہ ۱۹۰۶ء

فہرست تصانیف سر سید احمد خاں مرحوم موجودہ محمڈن کالج بک ڈپو علیگڈھ

نام کتاب	مختصر مضامین	قیمت
تفسیر القرآن جلد اول	اس جلد میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی تفسیر ہے۔ طبع دوم کاغذ سفید ولایتی مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ۔ مجلد و مطلا جسکے پشتہ پر سونیکے حروف میں نام ہے	للعہ
ایضاً " "	" " " کاغذ ولایتی سفید بلا جلد	عہ ۱۲
" جلد دوم	اس جلد میں سورہ آل عمران۔ سورہ نساء اور سورہ مائدہ کی تفسیر ہے کاغذ ولایتی مجلد مطلا معہ سنہرے حروف کے	للعہ
" "	کاغذ سفید ولایتی بلا جلد	عہ ۱۲
" جلد سوم	اس جلد میں سورہ انعام اور سورہ اعراف کی تفسیر ہے۔ کاغذ سفید ولایتی مجلد مطلا اور پشتہ پر سونے کے حروف سے نام	للعہ
" "	کاغذ سفید ولایتی بلا جلد	عہ ۱۲
" جلد چہارم	اس جلد میں سورہ انفعال۔ سورہ توبہ۔ اور سورہ یونس کی تفسیر ہے۔ کاغذ ولایتی سفید مجلد مطلا پشتہ پر سنہرے حرفوں میں نام	للعہ
" "	کاغذ ولایتی سفید بلا جلد	عہ ۱۲
" جلد پنجم و ششم	اس جلد میں سورہ ہود۔ سورہ یوسف۔ سورہ رعد۔ سورہ ابراہیم سورہ حجر اور سورہ نحل کی تفسیر ہے۔ مجلد۔ مطلا مطبوعہ (ٹیپ)	[illegible]
" "	کاغذ زرد جلد سادہ مطبوعہ (ٹیپ) لوہے کے چھاپہ کی	[illegible]
" جلد ششم	اس میں سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر ہے۔ مجلد۔ مطلا مطبوعہ (ٹیپ)	[illegible]
" "	کاغذ زرد جلد سادہ پختہ	[illegible]

مضمون

درباب

اشاعت اسلام ترکون کے ذریعہ سے

مصنفہ

[جنا]ب ٹی ڈبلیو آرنلڈ صاحب پروفیسر مدرستہ العلوم علیگڈہ

بزبان انگریزی

جسکو محمد عنایت اللہ بی - اے طالبعلم مدرستہ العلوم نے ترجمہ کیا

اور

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس ہفتم منعقدہ - ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء مین

بمقام دہلی پڑھا گیا

حسب فرمایش جناب میر ولایت حسین صاحب آنریری منیجر بکڈپو مدرستہ العلوم علیگڈہ

علی محمد خاں کے اہتمام سے

مطبع فیض عام علی گڈہ میں طبع ہوا

۱۳۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۶ء
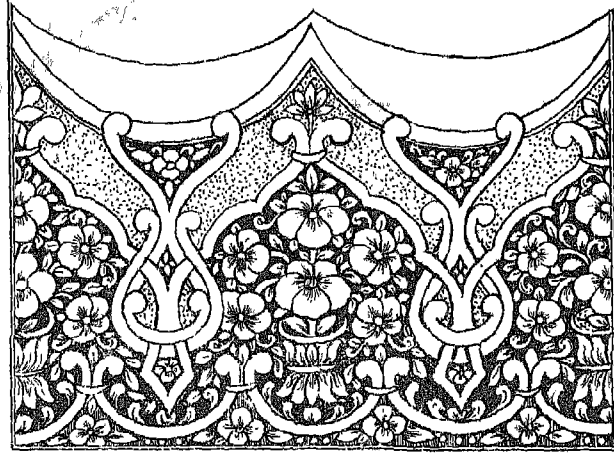
بسم الله الرحمن الرحیم

ترکون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت

جب سے زمانہ کی تاریخ شروع ہوتی ہی اوسمین ولادت مسیح علیہ السلام سے دو ہزار برس قبل مؤرخان چین نے ترکونکی قوم کا سب سے پہلے ذکر کیا ہے اور لکہا ہی کہ یہ ایک صحرا النورد قوم تھی جسکے رہنےکی کوئی جگہ مقرر نہ تھی بلکہ اپنے سویشیون کے لئے سرسبز چراگاہون کی تلاش مین ہمیشہ خانہ بدوش رہتی تھی۔ جب کچھ اور تاریخی حالات اس قوم کے معلوم ہوتے ہین تو اوسمین بجنسہ وہ صفات دریافت ہوتی ہین جو وسط ایشیا مین اوسکی اولاد مین ابتک موجود ہین۔ یہ (ناشایستہ) ترکی قومین جنکو کہین ایک جگہ قرار نہین اپنی بود و باش کے واسطے شہر وغیرہ کچھ تعمیر نہین کرتین۔ اور نہ تجارت سے کچھ سروکار رکھتی ہین۔ ایسے کامون سے بھی بالکل ناواقف ہین جو انسان ایک جگہ اطمینان سے رہ کر سیکھ سکتا ہی۔ کسی چیز مین ان کو تاخت و تاراج کے برابر مسرت

دلی نہین حاصل ہوتی۔

ترکون کی قوم نے اول کوہ التائی کے قرب وجوار مین نشو ونما پایا پھر وہان سے مشرق مین چین کی طرف اور مغرب مین ترکستان کیجانب پہیلنی شروع ہوگئی اور متفرق ہوکر مختلف فرقون اور قومون مین تقسیم ہوگئی۔ مؤرخون کی محنت اور جستجو سے اور ایسے فاضلون کی کوشش سے جو انسان کی مختلف نسلون کی کیفیت دریافت کرتے ہین ان فرقون اور قومون کے بہت کچھ حالات صحت کے ساتھہ دریافت ہوتے جاتے ہین لیکن ایسی تحقیقات کی باریکیوں میں پڑنے کی ہمین کچھہ ضرورت نہین۔ صرف اس واقعہ کو یاد رکھنا چاہئیے کہ گیارہوین صدی عیسوی کے شروع مین ترکون کا ایک گروہ اصل قوم سے علٰحدہ ہوکر سلجوقیون کے نام سے مشہور ہوا جسکے حالات دیگر اقوام وسط ایشیا کی پریشان تواریخ سے جُدا نظر آتے ہین جب اس گروہ کا بذات خود ایک حکمران قوم ہونا ثابت ہوتا ہی تو اوسکے ساتھہ ہی یہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ پہلے سے وہ اسلام قبول کر چکی تھی۔ غالباً شاہان ترکمان نے جنکی عملداری دریاے سیحون کے مغربی ساحل پر تھی سلجوقیون کو زبردستی مسلمان کیا تھا۔ یہ ترکمانی سلطنت سلور نے قائم کی تھی جو اپنی قوم کے دو ہزار خاندانون کے ساتھہ مسلمان ہوا تھا۔ اور بجاے ترک کے اپنا لقب ترکمان رکھا تھا تاکہ اوسکی قوم مین جو اسلام قبول کر چکی تھی اور اون ترکون مین جو مسلمان نہ تھے امتیاز ہوجاوے۔ اس مضمون مین اسقدر گنجایش نہین کہ خلافت بغداد کا سلجوقیون کے تاراج ہونا بیان کیا جاوے۔ یا یہ لکھا جاے کہ ایشیاء کوچک کے ملکون پر جو روم کی عیسائی سلطنت سے متعلق تھے سلجوقیون کا کیونکر تسلط ہوا۔ ان ملکون کو فتح کرکے جن طریقون سے

سلجوقی اونکے مالک بنتے تھے وہ یہ تھے کہ کاشتکارون اور زمیندارون کو قتل کرڈالتے تھے۔ شہرون اور بستیون کو جلاکر کوئین بند کردیتے تھے۔ زراعت اور خرمنون کو تباہ کرکے ملک کو ایسی حالت مین چھوڑجاتے تھے کہ وہ اونکی خانہ بدوش قوم کے پڑاؤ کے واسطے معقول جگہ ہوجائے۔ اس قوم کے پہلے محاربات مین جنکا قتل و غارت کے سوا دوسرا مقصد نہ تھا اشاعت اسلام سے متعلق کوئی بات دریافت کرنی عبث ہوگی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد انہون نے جن ملکون کو غارت کرچکے تھے آباد کرنا شروع کردیا۔ اور ایک پشت کے بعد ایشیار کوچک کے ممالک کیپاڈوسیا۔ فرجیا اور گیلٹیا مین اور باشندون سے ترکون کی تعداد اور بڑھ گئی۔

ترکون کی خانہ بدوشی کا اقتضا تھا کہ مسیحی زائرین کو یروشلیم کے راستون مین اسیطرح لوٹین اور مارین جسطرح بدو مسلمانون کے قافلون کو سفر حج مین لوٹتے ہین۔ لیکن سارا سین مسلمان ان باتون سے پرہیز کرتے تھے بلکہ اس خیال سے کہ ایسے سفر مین عیسائی ایک دینی کام مین مصروف ہوتے ہین اور اونسے ملاپ رکھنا بھی اچھا ہے زائرین بیت المقدس پر مہربانی کرتے تھے۔ اور کل ایسے راستون پر جو مقدس مقامات کو جاتے تھے مسافرون کی حفاظت کے لئے سپاہ مقرر کردیتے تھے۔ اسکے متعلق ایک تاریخی واقعہ بھی موجود ہے۔ مسیحی زائرین کا ایک بڑا قافلہ جسمین سات ہزار آدمی تھے بی شپ بیٹنی کے ساتھ بیت المقدس کو جاتا تھا۔ یروشلیم کے قریب چند ترکی گروہون نے اس قافلہ پر حملہ کیا۔ رملا کا سارا سین مسلمان امیر سنتے ہی کمک پر آیا اور کل قافلے کو ترکون کی قزاقی سے بچایا۔ ترکون کا برتاؤ عیسوی زائرین کے ساتھ بالکل برعکس تھا چنانچہ صلیبی لڑائیونکا سبب دریافت کرنے مین بجائے مذہبی تعصب کے

زیادہ تر اس خانہ بدوش قوم کی سفاکی اور ظالمانہ کامون پر نظر ڈالنی چاہیئے ترکون کے ایسے حالات ہی سے ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین اشاعت اسلام کے لیئے اونسے کچھ نہ ہوسکا ہوگا۔ دوسری جنگ صلیب کے حالات مین البتہ بہت سے عیسائیون کا مسلمان ہونا دریافت ہوتا ہے۔ اس واقعہ کو اڈودہ ڈنیل سینٹ ڈینس کے ایک پادری نے جو لوئی ہفتم شہنشاہ فرانس کے ساتھہ لڑائی پر گیا تہا نہایت واضح اور موثر الفاظ مین بیان کیا ہی جب شہنشاہ لوئی کا لشکر ایشیار کوچک مین سے ہوکر یروشلیم کو جانیکی کوشش کر رہا تہا تو ملک فرجیا کے کوہستانی درون مین ترکون نے اس لشکر کو سخت شکست دی (۱۱۴۸ع) عیسائی نہایت دقت سے آٹے لیا کے شہر تک جو بندرگاہ بھی تہا پہونچ سکے۔ یہان جنکے پاس اسقدر روپیہ تھا کہ یونانی سوداگرون کو جنہون نے جہازون کا کرایہ بہت ٹرہا دیا تہا خوش کر سکے وہ تو جہاز پر سوار ہوکر انطاقیہ کو روانہ ہوگئے لیکن اپاہج اور مفلس زایرین کا ایک انبوہ کثیر پیچھے رہ گیا۔ اور یہ سب یونانی سوداگرون کے جو اونکے دغاباز دوست تہے حوالے ہوگئے۔ شاہ لوئی نے چلتے وقت پانچ سو مارک یونانیون کو اس شرط پر دیے تھے کہ وہ زایرین کے قافلونکے ساتھہ حفاظت کے لیئے سپاہ کردین اور اپاہجون اور بیمارونکے جب تک وہ روانگی کے قابل ہون خبر گیر رہین لیکن لوئی کے لشکر کے روانہ ہوتے ہی ان دغاباز یونانیون نے عیسائیون کی تباہ حالت سے ترکون کو خبر کردی۔ اور بجاے خبر گیری کے قحط اور وباؤن سے اونکی ہلاکت کا تماشا اور دشمنون کے تیرون سے چہدنے کی بہار دیکہتے رہے۔ ان آفتون سے اونکی جمعیت غارت ہوئی جاتی تہی۔ آخر کار جب زایرین بالکل مایوس

ہو گئے تو اون مین سے چار ہزار نے بہاگنے کا قصد کیا۔ لیکن ترکون نے گہیر ڈالکر قتل عام شروع کر دیا۔ اور تعاقب کرتے کرتے اونکے لشکرگاہ تک پہونچ گئے۔ اگر اسوقت مظلوم عیسائیون کی تباہ اور قابل رحم حالت مسلمانون کے دلون کو نرم نہ کردیتی تو پہر اونکی سلامتی کی کوئی صورت نہ تہی۔ جب مسلمان لشکر مین پہونچے اور عیسائیون کی ایسی خراب حالت دیکہی تو فوراً بیمارونکی تیمارداری شروع کردی اور بہوکون اور مفلسون سے بڑی فیاضی کیساتہہ سلوک کیا۔ کچہہ مسلمانون نے یہ کیا کہ یونانیون سے وہ فرانسیسی روپیہ چہین لائے جو اونہون نے مظلوم عیسائیون سے دہوکا دیکر لیا تہا اور اُسے مفلسون مین تقسیم کر دیا۔ غیر مذہب والون کے التفات اور سلوک نے اور ہم مذہب یونانیون کی جفاکاری نے جو اونسے سخت محنتین لیتے تہے اور طرح طرح کی ایذائین پہونچاتے تہے اور جو کچہہ تہوڑا سا سرمایہ اونکے پاس تہا اسکو بہی غصب کر چکے تہے عیسائیون پر ایسا اثر کیا کہ اونمین سے بہتیرون نے اپنے بچانیوالون کا مذہب اختیار کر لیا۔ مؤرخ اوڈو لکہتا ہے کہ "وزایرین یونانی عیسائیون سے بچکر کافرون یعنی مسلمانون مین جو اونپر رحم کرتے تہے پناہ لیتے تہے۔ چنانچہ جب ترک چلنے کو ہوے تو سُنا جاتا تہا کہ تین ہزار عیسائی ترکون کے ساتہہ ہو لئے اے لطف تیرا ظلم فریب سے بہی بڑہ کر ہی! مسلمانون نے عیسائیون کو روٹی دی لیکن اونکا مذہب چہین لیا۔ اگرچہ اسمین کلام نہین کہ عیسائیون کی خدمات سے ترک رضامند رہتے تہے اور مذہب تبدیل کرنے پر کوئی عیسائی بہی مجبور نہین کیا گیا" یہانتک اوڈو کا قول ہے۔

ایشیا کوچک کے اکثر عیسائی۔ بازینٹن گورنمنٹ کے ظلمون سے ترکون کو اپنا

پشت پناہ جانتے تھے۔ اور اون کا آنا مبارک سمجھتے تھے اس خیال سے ممکن ہی کہ بہت عیسائیوں نے اسلام قبول کر لیا ہو۔ اسمین شک نہین کہ مسلمانون کی قوت اسوجہ سے بڑہتی رہی کہ عیسائی رعایا کو اپنی عیسائی گورنمنٹ سے نفرت تھی۔ بنا رمخاصمت اسی پر نہ تھی کہ رعایا پر گورنمنٹ بہاری ٹیکس لگاتی تھی بلکہ چرچ یونان کی سختیون سے جو پالی سین اور آئیکو نوکلیسٹ مذہبی فرقون کے فرو کرنے مین خاصکر ظاہر ہوئین عیسائی رعایا کے دل بہر گئے تھے۔ مائیکیل ہشتم کے عہد حکومت مین (سنہ ۱۲۶۱ء سے سنہ ۱۲۸۲ء) وسط ایشیا رکوچک کے چھوٹے چھوٹے شہرون پر قبضہ کرنیکے لیئے وہانکی عیسائی رعایا نے ترکون سے استدعا کی جس سے اون کی غرض یہہ تہی کہ عیسائی گورنمنٹ کے ظلمون سے نجات ملیگی۔ رعایا مین سے امیر و غریب اکثر ترکون کی عملداری مین چلے آتے تھے۔ یہہ قرین قیاس ہے کہ عیسائی جو دنیوی امور مین تو ترکون کے ساتھہ شریک ہو کر اپنی قسمت کا فیصلہ کرتے ہی تھے دین کی باتون مین بھی ساتھہ دیکر اسلام قبول کر لیتے ہون۔

سلجوقیون کی تباہی پر عثمانی ترکون کو جن کی سلطنت چھہ سو برس سے قائم ہے عروج ہوا اول ہی اول ان کا ذکر تیرہوین صدی عیسوی کے شروع مین کیا گیا ہے۔ تقریباً پچاس ہزار عثمانی ترکون کا ایک گروہ مغلون سے بہاگ کر سلطان قونیہ کی مدد کو آیا۔ سلطان نے یونانیون اور مغلون سے لڑنیکے صلہ مین ترکون کو ایشیا رکوچک کے شمال مغربی ملک کا ایک حصہ دیدیا یہی سلطنت عثمانیہ کی ابتدا ہوئی۔ اس سلطنت کی ترقی پہلے ایسی ریاستون کے شامل ہونے سے ہوئی جو سلجوقیون کی تقسیم سے چھوٹی چھوٹی عملداریان رہ گئی تہین۔ اسکے بعد سمندر سے

بہت سی ریاستین فتح ہوکر اوس
دروازون کے سامنے اوسکی ترقی
ترکون نے ملک کسطرح فتح کئے بلکہ
صرف یہ دریاف ... ب مین کتنے غیر مذہب والون کو شامل کیا۔
مذہبیہ ... وق نے ترکون کو بیتاب کر رکھا تھا لیکن ملکی
مصلحت کیوجہ سے ا ... کا لحاظ کرنا پڑا۔ مگر یہہ خیال کہ اشاعت اسلام
کے جوش مین اس حد ب ... ے۔ درست نہین ہے۔ یہ امر کہ اس صلح کل طریق
نے اپنے مذہب کی بجبر اشا ... مین کہانتک روکا اس کے حالات بہت سے
تاریخی واقعات سے جو مختلف صدیون مین گذرے ہین آگے بیان ہونگے۔

لیکن جانثاریون کی مشہور فوج جو عیسائیون کے بچون کو زبردستی چھینکر مرتب کیجاتی تھی ایک عجیب واقعہ ہے جسکو اس اصول سے مستثنیٰ کرنا پڑتا ہے۔ سنہ ۱۳۲۶ع مین اول سلطان آرخان نے اس فوج کے قائم کرنے کا حکم نافذ کیا تھا۔ صدیون تک یہ فوج سلاطین عثمانیہ کی قوت بازو رہی۔ اوسکے واسطے ہر چوتھے برس عیسائیون سے اونکے بچے بطور خراج کیلئے جاتے تھے اور فوجی خدمات کے لئے تیار کئے جاتے تھے۔ چونکہ قرآن پاک مین بجبر مسلمان کرنے کی ممانعت ہے اس لئے ترکون کے علماء دین نے اس قسم کے شرعی حیلے نکالکر کہ جو بچے منتخب ہوتے ہین وہ نابالغ ہوتے ہین اور خراج کے پانچوین حصہ مین جو کلام اللہ مین بادشاہ کے لئے مقرر ہے آجاتے ہین اس ظالمانہ طریقے کو جایز رکھا۔ ممالک فرنگستان کے

کل عیسائیون نے اس خراج کو نہایت ہی وحشیانہ ظلم قرار دیا ہے۔ اور سیاحون نے جو
ترکون کے ملک مین سیر و سفر کر چکے ہین بے چراغ گہرون اور روتی ماؤن کی گودون سے
بچون کے چہینے جانیکی موثر اور دلسوز تصویرین کہینچی ہین۔ لیکن یہہ بچے جب فوجی تعلیم پاکر
تیار ہوے اور انکی فوج بنائی گئی تو بہت سے عیسائیون نے خوشی سے داخل ہوکر فوج کی
تعداد بڑہا دی۔ ابتدا مین جب اس فوج کا قاعدہ بنا تو ملک کی حالت ایسی ابتر تہی کہ یونانی
عیسائیون نے بہی اس ظلم کی پروانہ کی۔ تمام ملک لڑائیون سے برباد پڑا تہا۔ اکثر رعایا کو
بہوک اور پیاس کی تکلیف سے مرجانے کا خوف رہتا تھا۔ فوج کے لئے جو بچے
لئے جاتے تھے وہ اکثر یتیم ہوتے تھے جن کے ساتہہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو اون کا زندہ
رہنا دشوار تہا۔ اسکے علاوہ مدت سے دستور تہا کہ عیسائی غلامی مین بیچے جاتے تہے
غرض جب یہہ حالتین درپیش رہتی تہین تو بچون کو خراج مین دینا عیسائیون کو ایسا سخت
ظلم نہین معلوم ہوتا تہا جیسا کہ ہم اسکو سمجہتے ہین۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جو افسر بچونکی مقررہ تعداد
جمع کرنے پر تعینات ہوتے تھے انکو بہت ہی کم ضرورت جبر کرنیکی پڑتی تہی۔ بلکہ لوگ خود
آرزو کرتے تھے کہ اونکے بچے فوج مین بہرتی ہو جاوین جہان عمدہ خدمات کرکے ناموری حاصل
کرنیکا اونہین موقع ملتا تھا اور آرام سے زندگی بسر کرنا تو ہر حال مین میسر ہوتا تھا۔ کیونکہ ان
کمسن قیدیون کی پرورش اور تعلیم یہ سمجھکر کیجاتی تہی کہ گویا وہ سلطان کے بچے ہین۔

غرض جب ینگچری فوج کے مرتب ہونیکا قانون بنا تو کچہہ تو ملک کی خراب حالت نے
اور کچہہ اسباب نے کہ جب کوئی چیز رواج پاجاتی ہے تو لوگ آسانی سے اوسکی برداشت کرسکتے ہین

رعایا پر اس سخت قانون کی درشتی کو کم کر دیا۔ اگرچہ اسمین کلام نہین کہ باوجود ان سب باتون کے وہ سخت ظلم کا کام تہا لیکن یہہ حالتین ایسی تہین جنکی وجہ سے عیسائی اپنے بچون کو خراج مین دینے لگے جس سے فی الحقیقت اونکی حالت بہتر ہوجاتی تہی۔ کیونکہ یہ نہ بہولنا چاہیئے کہ یونانی اکثر موقعون پر فرینک اور وینس والون کی عیسائی ظالم گورنمنٹ سے ترکون کو اپنا بچانیوالا سمجہتے تہے۔ اور ترکون کے زیر حکومت رہنا پسند کرتے تہے۔ فرینک اور وینس کی حکمران قومون نے یونانیون مین فیوڈل سسٹم جاری کر دیا تہا (یعنی گورنمنٹ رعایا کو اس شرط پر زمین دیتی تہی کہ بوقت ضرورت اوسکے عطیہ کا معاوضہ فوجی خدمات سے کیا جاوے) اس انتظام نے رعایا کی حالت بہت ہی ابتر کر دی اور اسکو غلام بنا دیا حاکمون سے جو زبان اور مذہب اور قوم مین اختلاف رکہتے تہے رعایا نفرت کرتی تہی اور سلطنت بدلنے کی فکر مین رہتی تہی۔ یونانی عیسائی خوب سمجہے ہوئے تہے کہ اگر کوئی اور اونپر فرمانروا ہوا تو اون کی حالت بہتر ہی ہوجاویگی بدتر نہوگی۔ اگرچہ جس قوم مین انکو پناہ ملتی تہی وہ بہی غیر تہی لیکن مشرک رومن کیتہولک پر غیر مذہب ترک کو وہ ترجیح دیتے تہے۔ جو یونانی خاص بازنطین گورنمنٹ کے تحت مین تہے وہ بہی سلطنت کے دشمن تہے۔ خاندان پے لی لوگی کے بادشاہون نے جو سختیان رعایا پر کی تہین اونکے ذکر سے بہی خوف معلوم ہوتا ہی۔ اہلکاران سلطنت کی خیانت۔ پادریون کا غلبہ اور ظلم۔ قانون کی تحریب رعایا پر سختیان۔ رعیت کے مال پر لالچی گورنمنٹ کی دست درازیان۔ اسکے علاوہ گورنمنٹ کا تجارت پر قبضہ وجبر غرض ان سب باتون نے ملکر رعایا کو ایسا تباہ کیا تہا کہ ہر قسم کے حقوق اور اختیارات سے اسکو محروم کر دیا تہا۔ اور پہر ترقی کرنے یا تلافی کی صورت پیدا ہونے کی اوسے

کوئی امید باقی نہ رہی تھی۔ شاید ان حالات کو پڑھ کر کوئی یہ خیال کرے کہ تعصب کی وجہ سے
ایسا لکھا ہے اس لئے انکی تصدیق کے واسطے ایک ہمعصر مؤرخ کی کتاب سے کچھ نقل کیا جاتا
ہے۔ روسی مؤرخ جس نے قسطنطنیہ کی تباہی کا حال لکھا ہے وہ بھی گورنمنٹ وقت پر ایسے ہی
الزام لگاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ بغیر قانون کے خوف کے سلطنت کا حال ایسا ہی ہے جیسے بے
لگام گھوڑے کا۔ شاہ قسطنطین (کونسٹن ٹائن) اور اوسکے بزرگون نے اپنے ایما سے اہلکاران
سلطنت کو رعایا پر ظلم کرنے کی اجازت دی۔ عدالت کے حاکمون نے مظلومون کے آنسوؤن
اور بیگناہون کے خون سے خزانے جمع کر لئے۔ فوج کے یونانی اپنی زرق برق پوشاک پر
نازان تھے۔ ملک کے معزز لوگ گورنمنٹ کے خلاف سنگین جرائم مین گرفتار ہو کر نادم ہوتے
تھے۔ سپاہیون کو لڑائی مین بھاگنے سے شرم نہ آتی تھی۔ غرض جب خدا نے یہ حالت دیکھی
تو محمد ثانی کو پیدا کیا اور اوسکی مدد کی سلطان محمد کی سپاہ لڑائی کو عین مسرت سمجھتی تھی اور اوسکے
قاضی دیانت مین خیانت نہ کرتے تھے“ آخر کا تعریفی جملہ اُن کو بُرا معلوم ہوگا جو گذشتہ پچاس
برس سے ترکون کو ظالم لکھہ رہے ہین۔ لیکن مؤرخین معاصر سے برابر اسکے خلاف شہادتین
دستیاب ہوتی ہین۔ یہانتک کہ خاص روم کے ایک مؤرخ نے جہان سلطنت قسطنطنیہ کے
زوال کا حال بیان کیا ہے لکھا ہے کہ بایزید جیسا خشمناک بادشاہ عیسائیون سے فیاضی
اور دریا دلی سے پیش آتا تھا۔ اور ایسا ملاپ پیدا کیا تھا کہ تمام عیسائی اسکو عزیز رکھتے تھے
مراد دوم نے بڑی نیکنامی اسمین حاصل کی کہ ملک مین بڑی منصف عدالتین قائم کین اور
جدید انتظامات سے ایسی عام خرابیون کو جو عیسائیون کے وقت سے چلی آتی تہین دور کیا۔

جو حکام عیسائیون پر تشدد کرتے تھے اُن کو سخت سزائین دین غرض قسطنطنیہ فتح ہونیکے بعد
ایک صدی تک لائق سلاطین نے تخت نشین ہوکر عمدہ آئین اور قوانین کے ذریعہ سے اپنی
قلمرو مین انتظام اور امن قائم رکھا۔ اور ایسی عمدہ عدالتین اور دیگر انتظامات و نظم و نسق کیلئے
سررشتے قائم کئے جن سے یونانی لوگون کو اگرچہ مسلمان رعایا کی برابر تو حقوق نہ حاصل ہوے
لیکن پہلی عیسائی سلطنت کی بہ نسبت بہت زیادہ فائدہ مین رہے عمدہ گورنمنٹ اور آبادی
کے لحاظ سے ترکون کی سلطنت فرنگستان کی اکثر حکومتون پر سبقت لے گئی تھی۔ عیسائی رعایا
کا بڑا حصہ زمین کی کاشت کرتا تھا اسلئے اسکو آزادی اور محنت کا ثمرہ بخوبی حاصل ہوتا تھا۔
اور ایسی زراعت پیشہ قومون سے انکو زیادہ نفع رہتا تھا جو دوسرے ملکون مین عیسائی
بادشاہون کی رعیت تھین ترکون کی فتح کے بعد بڑے شہرون کے نصیب جاگ گئے اور
بازنطین گورنمنٹ کے تسلط سے نکلتے ہی وہ مالدار ہو گئے۔ ان شہرون مین سب سے پہلا
شہر نائسیا تھا جسکا سنہ ۱۳۳۰ع مین آرخان نے مدت تک محاصرہ جاری رکھا تھا شہر کے
لوگون نے اول ایسی باتین جو اپنے حق مین مفید تھین بطور شرائط کے منظور کرائین اور پھر
شہر کو سلطان کے حوالہ کر دیا۔ قدیم اہل روما کی طرح ترک بھی تجارت کی آسانی کے لئے سڑکین
اور پل بنانیکے بڑے شایق تھے۔ قدیم سلاطین کو تجارت کا بڑا خیال تھا۔ چنانچہ انکی سرپرستی
مین یونانیون کی تجارت جو وینس اور جنیوا کے عیسائیون کے ظلم سے غارت ہو گئی تھی پھر چمکی
عیسائی سوداگر اپنے جہازون پر عثمانیہ نشان لگانے لگے اور ترکون کا لباس اور طریقے
اختیار کرتے تھے جس سے مغربی فرنگستان کی تمام قومون مین وہ عزت ہونے لگی جو رومن

کیتھولک عیسائیون نے یونانیون پراس لئے کہ وہ گریک چرچ کے پیرو تھے کبھی ظاہر نہ کی تھی اب اگر ہم فوج ینگچری کے سخت قانون کو جسکے بموجب عیسائی اپنے بچون کو بلا مزاحمت دیدیتے تھے اور جسکا منسوخ ہونا بھی کچھہ یونانیون کی مخالفت سے عمل مین نہین آیا بلکہ ترکون کی تعداد کے بڑھ جانے سے اور اسلیئے کہ غیر ملک کے لوگ کثرت سے سلاطین عثمانیہ کی ملازمت اختیار کرنے لگے تھے مستثنیٰ کر دین تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ عیسائیون کے ساتھہ ترکون کا سلوک اور اونکے مذہب کا لحاظ ایسا ہوا کہ جسکی مثال تمام یورپ مین موجود نہ تھی۔ ممالک ہنگری اور ٹرے سلوے نیا کے کیلوی نسٹ اور آخر الذکر ملک کے یونی ٹیرین عیسائیون کے فرقے متعصب عیسائی خاندان ہیپ سبرگ کے زیر حکومت ہونے سے ترکون کا ماتحت ہونا پسند کرتے تھے پندرہوین صدی کے قریب اختتام جب اسپین مین یہودیون پر ظلم شروع ہوے تو وہ بھی قلمرو عثمانیہ مین بھاگ کر چلے آے۔ جسقدر مہربانیان ترکون نے عیسائیون پر کین اون مین سب سے بڑھ کر یہ تھی کہ سلطنت کی طرف سے گریک چرچ کا پورا لحاظ کیا گیا۔ یہ بات اسوجہہ سے زیادہ غور کے قابل ہے کہ ملکی ضرورتون نے ایسا سکھایا تھا۔

قسطنطنیہ فتح کرنیکے بعد سلطان محمد ثانی کا پہلا کام یہ تھا کہ شہر مین امن کیا جاوے اور سلطان خود گریک چرچ کا سرپرست اور حامی بنکر عیسائیون سے اطاعت قبول کرائی ملک مین ممانعت کر دی کہ عیسائیون پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے پاوے۔ اور ایک فرمان چرچ کے پٹیری آرک (افسر اعلیٰ) کے نام جاری ہوا جس سے تمام اختیارات جو اُسکو یا اُسکے جانشینون کو یا ماتحت پادریون کو عیسائیون کے عہد حکومت مین حاصل تھے عطا کیئے۔ گناڈوس جو پہلا

پٹیری ارک ترکون کے زمانہ مین منتخب ہوا تہا اسکو سلطان نے خود اپنے ہاتہہ سے وہ عصار
جو اوسکے منصب کا نشان تہا دیا۔ اور ایک تہیلی جسمین ایک ہزار طلائی ڈکٹ تہے اور ایک
گہوڑا مع قیمتی سامان کے عطا فرمایا۔ اور اجازت دی کہ وہ اپنے مقررہ سامان جلوس کیساتہ
شہر مین دورہ کیا کرے۔ علاوہ ایسے اعزاز کے جو پٹیری ارک کو عیسائیون کی بادشاہت مین
حاصل تہا دولت عثمانیہ نے ملکی اختیارات بہی اسکو دیئے۔

(سلطنت کی یہ بڑی عاقلانہ تدبیر تہی کہ عیسائیون پر پادریون کے ذریعہ سے حکومت
جاری رکہی۔ اس بندش سے چرچ کے تمام عہدہ دار تخت کے مطیع رہے اور رعایا بہی دوست
بن گئی۔ ملک کے کل عیسائی اپنے قومی چرچ کو بڑا عزیز رکہتے تہے اسلئے جب ترکون نے
اوسکے اختیارات بحال رکہے تو رعایا پر بڑا اثر ہوا اور سلطنت کی بڑی خیرخواہ ہو گئی محمد
ثانی نے ایک بڑا ساری نوڈ یعنی مذہبی مجلس قائم کی جسمین گریک چرچ کے معزز عہدہ دار
جمع ہوتے تہے اور عیسائیون کے دینی اور دنیوی معاملات کا فیصلہ کرتے تہے۔ دولت
عثمانیہ کی طرف سے جسقدر احکام عیسائیون کے بارے مین جاری ہوتے تہے وہ اسی مجلس
کے ذریعہ سے ان تک پہونچتے تہے۔ اس مذہبی مجلس کو کل ایسے فیصلون پر جو ماتحت پادری
اپنی مذہبی عدالتون مین لکہتے تہے منسوخی یا بحالی کا اختیار حاصل تہا۔ اور عیسائی مجرمون کو
جرمانہ یا قید کی سزا دینے کا جسکے واسطے علیحدہ قید خانے بنے ہوے تہے اختیار دیا گیا تہا
خاص حالتون مین پیٹریارک کی عدالت سنگین جرائم مین سخت سزائین تجویز کرنیکی بہی
مجاز تہی۔ ان تجویزون کی تعمیل حکام سلطنت کے ذمہ تہی۔ ترکون نے بازنطین گورنمنٹ

کی طرح عیسائیونکی مذہبی باتون مین دخل نہین دیا تہا بلکہ اونکے فیصلہ پر پیٹریارک
کو کامل اختیارات دیئے تھے۔ اس بڑے افسر کو یہ اختیار بہی حاصل تہا کہ جب چاہے
پادریون کی مجلس منعقد کرے اور جب چاہے اوسے برخاست کردے اور عیسائیون مین
جو دینی اختلافات پیش آئین اونپر بلا گورنمنٹ کی شرکت کے خود فتویٰ لکہے۔ اگر گورنرونکی
زیادتی سے عیسائیون پر کسی قسم کا ظلم ہوتا تہا تو بحیثیت سلطانی اہلکار ہونیکے سلطان وقت
سے دادخواہی کا مجاز تہا۔ ہر ایک صوبہ کے بشپ پادریون کے ساتہہ دولت عثمانیہ کا بہت
اچہا برتاو تھا۔ زمانۂ حال تک اِن کو اپنے علاقون مین عیسائیون پر وہ اختیارات حاصل رہے
جو ملک کے منتظم حکام کو حاصل ہوتے ہین۔ گویا گورنمنٹ بازنتیم کے عیسائی اُمرا کی جگہ
جن کو ترکون نے بالکل غارت کردیا تہا بشپ کام دیتے تہے معزز پادری ملکی انتظامات مین
بہ نسبت اپنے منصبی کام کے زیادہ مستعد تہے اور عیسائیون کو ہمیشہ اسکی ہدایت کرتے
رہتے تہے کہ ہمارے چرچ کی حفاظت اور سرپرستی کے لئے سلطان خدا کی طرف سے مقرر
ہوا ہے۔ اسپر دولت عثمانیہ کا ایک فرمان جاری ہوا جس سے تمام ایسے گرجا جو مسجدون کے
واسطے ضبط نہین ہوسے تہے عیسائیون کو واپس مل گئے۔ اور انہین اپنے طریقہ پر مذہبی
رسوم کو علانیہ ادا کرنے کی اجازت مل گئی۔

اگرچہ مملکت عثمانیہ کے فرنگستانی صوبون مین یونانی عیسائی ترکون سے تعداد مین
بڑہے ہوے تہے لیکن جسطرح سے عیسائیون کی جان و مال اور مذہب کی حفاظت کی جاتی
تہی اور جسقدر مہربانیان دولت عثمانیہ کی طرف سے اون عیسائیونپر جو گریک چرچ کو پوپ کی

ماتحتی مین لانیکے روادار نہ تہے ظاہر کی جاتی تہین وہ ایسی تہین جنسے چرچ کے وفادار عیسائیون
مین ترقی اور محبت سے دولت پیدا کرنے کی ترغیب ہوئی - اور وہ کُل عیسائی سلطنتون پر
مسلمانون کی سلطنت کو ترجیح دینے لگے خاصکر جنیوا اور وینس والون کے مقابلہ مین
تو ترک بہت ہی اچہے سمجہے جاتے تہے - کیونکہ اونکے عہد مین مذہب کی توہین کر کے
یونانیون کے دل دکہائے جاتے تہے اور اونکے پادریون کو ہر قسم کے اعزاز اور اختیارات
سے محروم کر دیا تہا - آج کل جو کچہہ ترکون کی سختیان یورپ والے لکہتے ہین وہ انکی قدیم
گورنمنٹ مین نہ تہین - بلکہ اوس زمانہ مین تو ایسے عیسائیون کے لئے جنکو مذہبی اختلافات
کے باعث سے عیسائی بادشاہون کے ظلم اوٹہانے پڑتے تہے اور مجبور ہو کر اونکی حکومت
سے بہاگنا پڑتا تہا سلطان کی قلمرو جاے پناہ تصور کیجاتی تہی - البتہ سولہوین صدی مین
جب عیسائیون نے نہایت ظلم اور بے دردی کے ساتہہ مسلمانون کو اندلس سے نکالا
اور عیسائیون کی تمام ایسی سلطنتون نے جن سے مسلمان کچہہ تعلق رکہتے تہے ان کو اپنے
ملک مین مسلمان رہکر اور مسجدین بناکر آباد ہونیکی اجازت نہ دی تو ترکون کو بہی جلال آیا
اور عیسائیون پر سختیان کرنے لگے (عیسائی بادشاہونکی یہ بدسلوکی ایک تاریخی واقعہ سے
ثابت ہے - سترہوین صدی عیسوی کے قریب اختتام موریا مین جو وینس کے زیر حکومت تہا
مسلمانونکے ۱۳۱۷ خاندان عیسائی ہو گئے - جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کسی
زمانہ مین انہین عیسائی مذہب ترک کر کے زبردستی مسلمان ہونا پڑا ہوگا اور اسلیئے عیسایت
کیطرف اونہین پہلے ہی سے رغبت ہوگی) اسمین شبہہ نہین کہ اندلس کے واقعہ کے بعد

عیسائیوںپر اکثر سختیاں ہوئیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مذہبی تعصب کو اسمین ہرگز دخل نہتھا
بلکہ ملکی معاملات کی وجہ سے ایسا ہوا تھا۔ البتہ اگر تعصب اس ظلم کی بنا ہوتا تو ترکی گورنمنٹ
قابل الزام ٹھہرتی۔ اسکا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ جو کچھ ظلم یا سختیاں ہوئیں ہمہ یا نیون کے
بعد ہوئیں۔ ہمیشہ سے ترک ایسے نہ تھے۔ یہ خیال کہ یونانیون مین اپنی قوم کو ترکون کی حکومت
سے آزاد کرنے کی تحریک صرف اس لئے ہوئی کہ اونکے مذہب پر ظلم ہوتے تھے بالکل غلط ہے
بلکہ خود مختار ہونے کا خیال جسنے آخر کار انکو ترکون سے لڑ اکر خود بادشاہ بنا دیا فی الحقیقت
یوروپین سلطنتون کی سازشون اور خانہ جنگیون سے اون مین پیدا ہوا۔ سب سے پہلے انگلستان
کے بڑے ملکی انقلاب سے جو ۱۶۸۸ء مین بپا ہوا اس خیال کو تحریک ہوئی۔ پھر فرانس کی
لڑائیون نے جو گذشتہ صدی مین ہوئیں اس ارادہ کو پختہ کر دیا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ جو جوش
یونانیون مین اس موقع پر خود مختاری کے واسطے پیدا ہوا وہ پہلے گریک چرچ کی طرفداری
مین صرف ہوتا تھا۔ اگرچہ مذہب کا جوش عیسائیون مین عام تھا لیکن اس اتفاق نے کبھی
کوئی پولٹیکل تحریک اونمین پیدا نہ کی تھی۔ گورنمنٹ مین بلاشبہہ بدنظمیاں پیدا ہوگئی تھین
اور رعایا پر بیجا تشدد شروع ہوگیا تھا ظالم حاکمون کی سخت گیری سے عیسائی بعض جگہہ
بغاوتین اختیار کرکے غدر مچا دیتے تھے۔ لیکن کوئی ملکی آئین ایسا نہ تھا جس سے عیسائیونپر
مختلف المذہب ہونے کی وجہہ سے ظلم روا رکھا جاتا۔ بلکہ یہ جو کچھ ہوتا تھا وہ حکام سلطنت
کے ذاتی خبث سے عمل مین آتا تھا۔ دولت عثمانیہ کا کوئی قانون ایسا نہ تھا جو ان باتونکو جائز رکھتا۔
سلطنت ٹرکی کی عملداریون مین خود مختار بن جانیکی عام تحریک ہوئی۔ اسی کے ضمن مین

وہ لڑائیان ہین جو ترکونکی حکومت سے آزاد ہونیکے لئے اس صدی مین یونانی لڑے جسطرح مصر مین محمد علی خود مختار ہو گیا تھا اسیطرح ٹری پولی۔ ٹیونس اور الجیرز کے حاکم خود مختار بن گئے یہ تحریک جس سے قلمرو عثمانیہ کے محکوم ملک اصل سلطنت سے جدا ہوتے جاتے تھے مصر اور شام کے عربون مین اسیطرح ظاہر ہوئی جیسے یونان اور سرویا کے عیسائیون اور ایی رس کے البینیون مین ہوئی تھی۔ جب ترکی گورنمنٹ نے زیادہ سختی اختیار کی تو عیسائیون اور مسلمانون پر یکسان ظلم ہونے لگا۔ بلکہ مسلمانون کا تو یہ حال ہوا کہ اونکے قاضی اتنا انصاف بھی نہ کرتے تھے جتنا پادریون کی طرف سے عیسائیون کے معاملات مین ہوتا تھا۔ اس تحریک سے جزائر ہائیڈرا اور سینٹ سپس کے البینی لوگ باوجود اس امر کے کہ اونپر ٹیکس ہلکا تھا اور مثل خود مختاری پبلک کے اپنے لئے مجسٹریٹ منتخب کرنے اور اپنے معاملات کو خود فیصلہ کرنے کے لئے حقوق حاصل تھے لیکن خود مختار ہونیکیواسطے ترکون سے خوب لڑے۔ سارا اور کیسو اجزیرون کے لوگ جنکو البینیون کی طرح آزادی حاصل تھی اور اونکی گورنمنٹ بھی ایسی تھی کہ وہ خود اوسپر حاکم تھی لیکن تخت عثمانیہ سے آزاد ہونیکے لئے لڑائیون مین ایسے ہی سرگرم رہے جیسے اور رعایا تھی جسپر واقعی گورنمنٹ کی طرف سے زیادتیان ہوئین تھین۔

عیسائی رعایا پر گورنمنٹ عثمانیہ کا لطف اور انکو انکے مذہبی امور مین کامل آزادی دینے کا حال بہ تفصیل لکھنا اسلئے ضروری تھا کہ عیسائیون مین اسلام کی تحریک کے تمام اسباب معلوم ہوجاوین۔ اسلام کی بہ جبر اشاعت ہوئی تو اسی بات سے غلط ثابت ہوجاتی ہے کہ

گریک چرچ کے پادری مذہب کے بارے مین گورنمنٹ کیطرف سے بالکل مطمئن تھے۔
اور اپنے مسلمان فرمانرواؤن کی کرم گستری اور فیاضی کے بڑے ثناخوان تھے۔ جو باتین
اترکون سے ایسی ہوئین کہ وہ مذہبی مسالمت کے خلاف تھین وہ بھی بیان کر دی گئی ہین
اب صرف ایسے اسباب بیان کرنے رہ گئے ہین جن سے ترک اسلام کو عیسائیونمین رواج دے سکے
ان مین پہلا سبب جو یقین کے ساتھہ بتایا جا سکتا ہے وہ کلیسائے یونان کی خرابی
تھی۔ قسطنطنیہ کی عیسائی سلطنت کی سختیون کے ساتھہ ہی پادریون کی طرفسے بھی رعایا پر
ظلم ہوتے تھے جنہون نے اُصول مذہب اور اخلاقی باتون مین غور و فکر کی قابلیت کو زائل
کر دیا تھا۔ مذہبی مخالفتون نے آخر کار انکو اس غفلت سے چونکایا اور لیٹن چرچ سے
مذہب پر سخت مباحثے شروع ہوگئے۔ جنمین تمام ایسی بتبذل باتین پیش آئین جو دو قومون کے
نفاق اور مذہبی ردو بدل سے پیدا ہوتی ہین۔ عوام الناس مین مذہب کی ابتری یون ہوئی کہ
حضرت مریم اور عیسوی مذہب کے بڑے لوگونکی پرستش ہونے لگی اور عبادت کا جوش تصویرون
اور تبرکات کی تعظیم مین صرف ہونے لگا۔ مگر باوجود اسکے عیسائیون مین ایسے لوگ بھی موجود
تھے جو چاہتے تھے کہ مذہبی عقائد بُری آمیزشون سے پاک ہون۔ ان ہی لوگونسے پالی سیس
مذہبی فرقہ بنا تھا (جو سینٹ پال کی ہدایتون کو زیادہ تسلیم کرتا تھا) لیکن عیسائی گورنمنٹ نے
اس فرقہ کا زور کئی صدی پہلے ہی توڑ دیا تھا۔ غرض ایسے عیسائی جو مذہب کو غلط باتون سے
پاک رکھنا چاہتے تھے اُنکو اسلام سے بہتر کونسا مذہب مل سکتا تھا۔ پالی سیس نے کلیسائے
یونان کا تعصب سب پر ثابت کر دیا تھا۔ تصویرون اور مُورتونکی تعظیم اور پرستش سے اونہین

انکار تھا بلکہ انکی کوشش یہ تھی کہ لوگون کے ایمان درست ہون اور دین عیسوی کی حالت
بہتر ہو جاوے۔ سترہوین صدی عیسوی تک اس فرقہ کے چند لوگ باقی تھے ترکون کو معلوم
تھا کہ وہ گریک چرچ کے مسائل اور طریقہ عبادت کے خلاف ہین چونکہ ترکون کی سلطنت مین
پروٹسٹنٹ مذہب کے گرجاؤن کا قائم ہونا جیسا کہ مغربی فرنگستان مین جاری ہو گئے تھے
مشکل تھا اسلیئے اس فرقہ کے عیسائیون کو اسلام ایک ایسا مذہب معلوم ہوا جوان کے
بے چین دلون کو تشفی دیتا تھا۔ مؤرخین معاصر سے متعدد شہادتین اسبات کی ملتی ہین کہ
بہت سے عیسائی عقلی دلائل سے مسلمان ہوے۔ مذہب کے مناظرون نے عیسائیون کو
پریشان کر دیا تھا۔ اس قسم کے دقیق مسائل پر کہ آیا روح القدس خدا اور مسیح دونون سے
نکلتا ہے یا صرف مسیح سے نہایت طویل بحثین ہوتی تھین جنکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ عیسائی
اپنے مذہب پر افسوس کرکے نبیؐ عربی کی تعلیم و تلقین کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ پندرہوین
صدی عیسوی مین ایک مصنف گذرا ہے جسنے نہایت سخت الفاظ اور مشتبہ عبارت مین
اون عیسائیون پر ملامت کی ہے جو اپنا مذہب ترک کرکے مسلمان ہو گئے تھے۔ یہہ مصنف
لکھتا ہے کہ "عیسائی کثرت سے مسلمان ہو جاتے تھے اور ایسے لوگ عوام مین سے زیادہ تر
نہ ہوتے تھے بلکہ ہر قوم کے عالم شریف اور ذی رتبہ لوگ ہوتے تھے۔ چو پادری مسلمان
ہو گئے تھے اونکے ساتھہ ترکون نے خاص رعایتین کی تھین۔ اور اور نومسلمون کیساتھہ
بھی بہت سلوک کرتے تھے تاکہ دوسرون مین اسلام کی ترغیب کے لیئے وہ ایک نمونہ ہون۔
جس نئے مذہب کو عیسائی اختیار کرتے تھے اوسکا سب سے بڑا رکن یہ تھا کہ معبود

صرف وہ ہی ایک خدا ہے اور محمدؐ اوسکا رسول ہے۔ عیسائیون کو جو کچھ دقت تھی وہ ان ہی دو
باتون کے تسلیم کرنے مین تھی۔ پس جہان ایک خدا کی عبادت پر انہون نے اپنے تئین آمادہ
کر لیا پھر یکلخت کُل مذہب کا اثر اون مین اسیطرح سرایت کر جاتا تھا جیسے بدن مین زہر پھیلتا
ہے۔ اسکا یقین وہ چٹان تھا جس سے ٹکرا کر صدہا عیسائی مصیبت کے گڑھے مین گر جاتے
تھے اور اونکی ارواح پر عتاب الٰہی نازل ہوتا تھا یہ ہی ایک خدا کا مان لینا چکی کا پاٹ تھا
جو گردن کا طوق بنکر مایوسی کی دلدل مین انکو دہنسا دیتا تھا۔ کیونکہ جب یہ احمق عیسائی ترکون کو
بُت پرستی کا دشمن دیکھتے تھے جو تصویرون اور مورتون کی پرستش کو دوزخ کی آگ سمجھتے تھے
اور صرف اوسی ایک خدا کی بندگی اور عبادت کی تعلیم کرتے ہوے سنتے تھے تو پھر اسلام کو برحق
تسلیم کرنے مین انکو کوئی شک اور شبہہ باقی نہ رہتا تھا" انکے علاوہ جن باتون نے اسلام کیطرف
عیسائیون کو رجوع کیا وہ یہ تھین کہ ترکون کی اخلاقی حالت بالعموم عیسائیون سے اچھی تھی۔
گریک چرچ کے پادری اور دین عیسوی کے سکھانے والے بتندل ہو گئے تھے۔ اون کی
خودغرضی۔ بے ایمانی۔ طمع و حرص سے ایسے لوگون کو نفرت ہو گئی تھی جو ایمان دار طبیعتین رکتے
تھے۔ اسمین ہرگز شبہہ نہین کہ یونان فتح ہونیکے بعد بہت سے عالی منصب۔ ذی علم اور ایماندار
یونانیون نے خوشی سے اسلام قبول کیا۔ ان مین سے بعض معزول شاہی خاندان پیلے لی
اولوجی کے لوگ تھے۔ فی الحقیقت اس زمانہ مین بہ نسبت عوام کے بڑے لوگون مین مسلمان
ہونیکا زیادہ چرچا ہوا۔ ترکون کا تنزل اور اونکے تسلط سے محکوم ملکونکا نکلنا جس نسل کی
نظرون سے گذر چکا ہے اونکے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ زمانہ عروج مین ترکون کی نسبت

یورپ والونکا کیا خیال تھا۔ عثمانیون کی پے در پے اور وسیع فتوحات نے تمام یورپ مین تہلکہ ڈالدیا تھا۔ عیسائیون کی عملداریان رفتہ رفتہ اونکے تسلط مین آتی جاتی تھین۔ بلگیریا۔ سرویا۔ بوسینا اور ہنگری کی عیسائی حکومتون نے سر تسلیم خم کیا۔ وینس کی زبردست سلطنت کی عملداریون پر ترکون کا قبضہ ہوتا جاتا تھا (لیکن اسکو کچھ بن نہ پڑتا تھا) یہانتک کہ صرف بحیرہ ایڈری ایٹک کے سواحل پر اوسکا نشان جیسے سینٹ لیوک کا شیر نقش تھا اوڑتا رہگیا اوٹرینٹو کی فتح کے بعد شہر روما کی نسبت خطرہ تھا کہ کہین ترکون کے قبضہ مین نہ آجاوے سولھوین اور پندرہوین صدی کے اخیر زمانہ کی تصانیف مین یورپ کی نسبت بڑی خوفناک پیشین گوئیان کی گئی تھین۔ اونمین لکھا جاتا تھا۔ کہ اگر ترکونکی ترقی روکی نہ گئی تو عیسوی یورپ پر زوال آنا لازم ہے۔ ان تصانیف کے لکھنے والون نے ترکون کی قوم کو کہین تو ایسا تازیانہ قرار دیا ہے جو خدا نے اپنی مخلوق کو گناہ اور کفر کی سزا دینے کے لئے ہاتھ مین لیا تھا اور کہین اسکے برعکس یہ لکھا ہے کہ وہ شیطان کی زبردست قوت تھی جو دین عیسوی کے غارت کرنے کے لئے مذہب کے جھوٹے بھیس مین ظاہر ہوئی تھی۔ لیکن بعض عیسائیون کے دلون مین جو وسوسے اپنے مذہب کی طرف سے پیدا ہوے وہ بلاشبہ غور طلب ہین۔ وہ سوچتے تھے کہ بلا کسی معقول سبب کے یہ کسطرح ممکن ہی کہ خدا ایسی بیشمار تعداد مین مسلمانونکی ترقی کرے۔ کیا یہ ہزارہا مسلمان ایک گمراہ شخص کی طرح مرنیکے بعد مبتلائے عذاب ہونگے" بندگان خدا کا ایسا کثیر انبوہ کسطرح کسی سچے دین کا دشمن ہوسکتا ہے۔ کیونکہ حق کو ناحق سے زیادہ ثبات ہے اور سچائی ہی وہ چیز ہے جس سے انسان الفت رکھتا ہے اور اوسکی آرزو کرتا ہے۔ اس لئے

یہ خیال غلط ہے کہ مسلمان حق کے مخالف ہین۔ انسان کسیطرح سچی بات کو جھوٹا نہین کرسکتا ہی کیونکہ خدا خود سچی بات کا بحال رکھنے والا اور حق کا معاون ہے۔ اسلام کیونکر ایسی حیرت انگیز ترقی کرسکتا ہے اگر غلطی کی بودی بنیاد پر وہ قائم ہی؟ غرض یہ کہا جاتا ہی کہ اس قسم کے خیالات نے سلطنت ٹرکی کی عیسائی رعایا پر بڑا اثر کیا۔ اور خاصکر مصیبت زدہ عیسائی قیدیو نپر جنکو زندان سے رہائی اور اسیری کی تکلیفون سے نجات ملنے کی کوئی اُمید باقی نہ رہی تھی اور برسون سے قید خانون مین پڑے مایوسی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن کاٹ رہے تھے۔ کچھ تعجب کرنیکی بات نہین ہے اگر کسی قیدی عیسائی نے اپنے دل سے سوال کیا کہ اگر خدا اوس دین سے خوش ہوتا جسکا مین پابند ہون تو کبھی مجکو اس بیکسی کی حالت مین نہ چھوڑتا بلکہ آزادی حاصل کرنے اور پھر اوسی مذہب کو اختیار کرنے مین میری مدد کرتا۔ لیکن اب آزادی کی سب راہین مجھپر بند کردی گئی ہین۔ اس لئے خدا کی مرضی ہے کہ مین اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرلون اور نجات ابدی کا مستحق ہوجاؤن۔ غرض تحقیق ہوتا ہے کہ اسطرح سے اکثر عیسائی جو ترکون کی قید مین تھے مسلمان ہوگئے۔ ہزارون پیشہ ور عیسائی جو مملکت عثمانیہ کے محکوم ملکون مین رہتے تھے اور روزگار کی تلاش مین ترکون کے شہرون مین آتے تھے وہین آباد کردیے گئے اور مسلمان ہوگئے۔

فاتح ترکون کیطرف سے عیسائیون پر عمدہ اثر ڈالنے والی بات یہ تھی کہ ترکون کی مذہبی زندگی مین خلوص پایا جاتا تھا۔ اور مذہبی فرائض کی پابندی مین بڑے سرگرم تھے۔ اونکے لباس اور طرز معاشرت سے اونکی دولت اور اقتدار کا اظہار نہ ہوتا تھا۔ اور بڑے بڑے

لوگون مین بہی انتہا درجہ کی سادگی پائی جاتی تہی - اور اونکے کسی کام مین نمود کا پتا نہ تھا ان
عیسائی مؤرخ جو ترکون مین رہ چکے تہے - عیسائی ملکون کے باشندون اور ترکون کے حالات
زندگی کا ہمیشہ مقابلہ کرتے رہتے تہے - ترکون کی سپاہ تک کا برتاؤ ایسا تہا جو تعریف سے
خالی نہ تہا - یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ملک مین سے ایک لشکر کا گذر ہوا تو کسی قسم کی زیادتی
اور تشدد کی شکایت رعایا کو نہ ہوئی - اور اونکے مال واسباب کو مطلق نقصان نہ پہونچا اور
عورتون کے ساتہہ کسیطرح کی بدسلوکی نہین ہوئی - جن راستون سے لشکر کا گذر ہوتا تہا وہان
کے شراب خانے دو تین دن پہلے بند کر دئے جاتے تہے اور سپاہیون کے ہاتہہ شراب
بیچنے کی سخت ممانعت کر دی گئی تہی بلکہ ایسا کرنیکے لئے سزاے موت قرار دی گئی تہی - یہہ
دیکہنے مین آتا ہے کہ صدہا عیسائیون نے اسلام اس وجہہ سے قبول کیا کہ عملی طور پر مسلمانون کی
مذہبی زندگی ایسی عمدہ تہی کہ غیر مذہب والے خود بخود اوسکی طرف مائل ہوتے تہے -

اسکے ساتہہ ہی اس بات کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ عیسائیون مین اسلام کی تعلیم اور
اشاعت کرنیکا ترکون کو کسقدر شوق تہا - مگر اس شوق سے یہ نہوتا تہا کہ غیر مذہب والون پر
تبدیل مذہب کے لئے جبر یا تشدد کیا جاوے کیونکہ عیسائی مؤرخونکی متواتر تحریرون سے
یہ ثابت ہے کہ ترکون نے کسی متنفس کو اپنا مذہب چہوڑنے پر مجبور نہین کیا - اور نہ اس جوش
مذہب سے یہ ہوا کہ لوگون کو مسلمان کرنے مین کوئی بات مصلحت کے خلاف عمل مین آئی ہو -
چنانچہ اسکی تصدیق سلطان سلیمان دوم کے ایک واقعہ سے ہوتی ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے
کہ سلیمان کے سامنے کئی ہزار عیسائی آئے اور زمین بوس ہوکر انگشت شہادت اوٹہائی جو

سبات کی علامت تہی کہ وہ مسلمان ہونا چاہتے ہین سلطان نے پوچہا کہ کسو جہ سے تمکو اسلام
قبول کرنیکی خواہش ہوئی۔ عیسائیون نے کہا کہ ہم اسلیئے مسلمان ہونا چاہتے ہین کہ ہمکو جزیہ
نہ دینا پڑے۔ سلطان نے یا تو اونکے کمینہ پن سے نفرت کرکے یا اس خیال سے کہ ان کو
مسلمان کرنے مین آمدنی کی ایک بڑی رقم کا نقصان ہوتا ہے اونکی درخواست کو نامنظور کیا
اور اونپر دو چند ٹیکس لگا دیا۔ لیکن غیر مذہب والون کو مسلمان کرنے مین اس قسم کی بے اعتنائی
عام نہ تھی۔ کیونکہ ترکون کو ایسے عیسائیون کو بھی اپنے دین مین لانے سے انکار نہ تہا
جو کسی مسلمان کو مارنے یا برا کہنے یا رسول کی بے ادبی کرنیکے جرم مین گرفتار ہوتے تہے
اور سخت سزاؤن سے بچنے کے لئے مسلمان ہونا قبول کرلیتے تہے۔ جن مسلمانون کے پاس
عیسائی غلام ہوتے تہے وہ اپنے غلامون کو مسلمان کرنے کے لئے طرح طرح کی تدبیرین
نکالتے تھے اور ان کو لالچ دلاتے تہے۔ حالانکہ کامیابی کی صورت مین آقاون کو مالی نقصان
اوٹھانا پڑتا تہا۔ جب کسی نومسلم کی نسبت دریافت ہوتا تہا کہ اپنا پہلا مذہب چھوڑ کر وہ
سچے دل سے مسلمان ہوا ہے یا یہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ عالی رتبہ شخص ہے یا غیر ملک کا
رہنے والا ہے تو مسلمان اوسکی عزت کرتے تہے اور (اگر ضرورت مند ہوتا تہا تو) اوسکی بسر
اوقات کے واسطے کوئی صورت نکالدیتے تہے۔ عیسائی سیاحون نے ٹرکی کا چشم دید حال
لکہا ہے کہ نومسلمون کو گہوڑون پر سوار کرکے بڑے جلوس سے شہر مین پہراتے تہے۔
مسلمانون کا ایک اژدحام اونکے ساتہہ ہوتا تہا اور سب یک زبان ہوکر خوشی کے نعرے
لگاتے تہے اور اونکو مبارکباد دیتے تہے۔ غرض کوئی طریقہ جس سے غیر مذہب کے لوگونین

اسلام کی اشاعت ہوتی ہو ایسا نہ رہا جسکو ترکون نے بغیر آزمائے چہوڑ دیا ہو۔ سولہوین صدی کے ایک ڈچ سیاح نے لکہا ہے جب مین مسجد صوفیا مین کہڑا اوسکی خوبصورتی کی تعریف کر رہا تہا تو چند ترکون نے چاہا کہ جو کیفیت اوس خوشنما عمارت کے دیکہنے سے مجہپر طاری ہوئی تہی اوس سے دین اسلام کی وقعت میرے دل مین پیدا ہو جاوے۔ وہ مجہہ سے کہنے لگے کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہر روز جب تک تمہاری زندگی ہے تم اس خوبصورت عبادت گاہ مین آسکتے ہو۔ اسی سیاح نے یہ بہی لکہا ہو کہ ترکون کا خیال تہا کہ بڑے سے بڑا سلوک جو وہ کسی انسان کے ساتہہ کرسکتے ہین وہ یہ ہے کہ نور اسلام سے اوسکا دل منور کرین جو اوسکی نجات ابدی کا باعث ہو۔

اگر اسوقت وہ تمام طریقے بہ تفصیل بیان کیئے جاوین جو ترکون نے جوش اسلام مین اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے اختیار کیئے اور اونمین کامیابی کا مفصل حال لکہا جاوے تو بہت وقت صرف ہو جاوے گا۔ جو خاص خاص طریقے اسکے متعلق تہے وہ مجملاً بیان کر دیئے گئے ہین۔

اب جسقدر وقت باقی ہے اوسمین یہ مناسب ہوگا کہ اون دو ایک ملکونکے حالات اشاعت اسلام کے متعلق لکہون جو ترکون نے فتح کر لیئے تہے اور وہ کیفیتین اور صورتین بیان کرون جن سے دین اسلام کی ترقی اونمین ہوئی مین اسوقت صرف البینیا اور بوسینیا کے باشندون کے کچہہ حالات بیان کرتا ہون۔

البینیا کی تمام قوم بجز اوس حصے کے جو یونان مین آباد ہو گیا تہا اوس ملک مین رہتی ہے

یرہ آڈری اٹک کے مشرقی ساحل اور سرحد مونٹ نیگرو کے جنوب مین واقع ہے۔ یہہ
یورپ کی قدیم قومون مین سے ہے اور انگریزون کی طرح آرین نسل کی ہے۔ پندرہوین
ری عیسوی کے شروع مین بایزید اول نے البینیا کا ملک فتح کیا تہا۔ اسکے بعد کچھہ عرصے
لئے جورج کیسٹری اٹ کے عہد مین (جو مسلمان ہوکر سکندر بیگ کے نام سے مشہور
تہا) یہ ملک ترکون کے قبضہ سے نکلکر آزاد ہوگیا۔ جورج کیسٹری اٹ جب لڑکا تہا تو اوسکے
پ نے جو اپرس کا خود مختار حاکم تہا جورج اوسکے تین بہائیون کو خراج کے عوض مین بطور
ول کے ترکون کو دیدیا۔ سلطان کی خاص توجہ سے جورج مسلمان کیا گیا اور پانچہزار ترکی
اروں کا سردار مقرر ہوا۔ جب اوسکا باپ مرا تو بہائی قتل کردئے گئے اور اپرس کی عملداری
بضہ کرکے سلطان نے جورج کو جسکا نام اب سکندر رکہا گیا تہا البینیا کا حاکم بنادیا سلطان
زید کا خیال تہا کہ وہ ہمیشہ تخت عثمانیہ کا مطیع رہیگا لیکن یہہ نوجوان البینی جب خود
کم ہوا تو انتقام کی غرض سے اسلام سے منحرف ہوگیا اور ۲۳ برس تک کامیابی کیساتھہ
ی سپاہ کا مقابلہ کرتا تھا۔

جب جارج کیسٹری اٹ مرگیا تو البینیا پہر سلطان کے تحت مین آگیا۔ اور اب تک ٹرکی
منٹ کا ماتحت ہے۔ لیکن باوجود محکوم ہونیکے جو مختلف فرقے اور قومین اوسمین آباد ہین
ں ہی آزاد ہین جیسی مفتوح ہونے سے پیشتر تہین۔ چنانچہ ثابت ہوتا ہی کہ ٹرکی گورنمنٹ
نت تک البینیا پر کوئی ایسا حاکم اپنی طرف سے مقرر نہین کرسکی ہے جو علاوہ لائق نیکنام
جاع ہونیکے البینیا کا باشندہ نہ ہو۔ سلطان محمد ثانی نے البینیا کے تمام قدیم خاندانون کو

اسبات کی اجازت دی کہ وہ اپنے اختیارات اور مقبوضات سے فائدہ اوٹھائین لیکن اس
آزادی کے واسطے ہر ایک خاندان مین کم سے کم ایک مسلمان کا موجود ہونا ضروری تھا۔ ابت
مین اس ملک مین اسلام کی اشاعت بہت کم ہوئی یہانتک کہ سترہوین صدی کے آغاز مین
جبکہ اوسکی فتح کو ڈیڑہ سو برس گزر چکے تہے چار لاکہہ کی آبادی مین سے صرف پچاس آدمی مسلمان
تھے۔ اس زمانہ کے بعد البینیو نمین اسلام کی اشاعت عام ہوگئی۔ جو لوگ البینیا مین ابتک
عیسائی مذہب پر قائم ہین اونکے حالات دیکہنے سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اونمین سے مسلمان
ہوے انکو اسلام اختیار کرنے پر کسی نے مجبور نہین کیا۔ البینیا کے عیسائی اگرچہ اپنے ہموطن
مسلمانون کی نسبت زیادہ صلح پسند ہین اور اکثر زراعت کا پیشہ رکہتے ہین لیکن اونمین زیادہ
فرق نہین ہے۔ دونون جری اور بہادر ہین اور سپاہیانہ صفات رکہتے ہین اور ایسی فوجونمین
ساتہہ کام دے چکے ہین جو ٹرکی گورنمنٹ ملک کے اندرونی انتظام کے واسطے مقرر کرتی ہے
البینیا کے عیسائی اون عثمانی فوجون مین بہی شامل تہے جو جنگ کرائمیہ مین لڑی تہین۔ اس
لڑائی مین عیسائیون نے بہی وہی ہمت جوانمردی اور قومی جوش دکہایا جو اونکے مسلمان بہائیو
مین تہا۔ ایسے اسباب کے دریافت کرنیکے لئے جس سے البینیا مین اسلام کی اشاعت ہوئی
ہمارے پاس ایسا ذخیرہ موجود ہے جسکو اس قسم کی تحقیقات کے لئے نہایت مستند سمجہنا چاہئے
کیونکہ وہ تمام عیسائی پادریون کی تحریرون سے جمع کیا گیا ہے۔ اس سال جب مین روم مین مقیم
تہا تو خوش قسمتی سے اون قلمی کیفیتون کے پڑہنے کا اتفاق ہوا جو پوپ کے ملاحظہ کے واسطے
البینیا کے عیسائیون پر لکہی گئی تہین۔ اور اونکی تیاری کے واسطے خاص طور پر پادریون نے ہی

کمیشن بٹھائے گئے تھے - مین امید کرتا ہون کہ جو کچھ مینے ان کیفیتون سے اخذ کیا ہی اوسکی مدد سے اشاعت اسلام کے حالات جو البینیا سے متعلق ہونگے لکھونگا - جو پندرہوین صدی سے اٹھارہوین صدی عیسوی کے شروع تک کے حالات ہونگے - فی الحال اس سے زیادہ کچھ نہین کرسکتا کہ مختصر طور پر وہ باتین لکھدون جن سے البینیا مین اسلام کی ترقی ہوئی - خاص سبب جو عیسائیون مین اسلام کی ترغیب کا باعث ہوا یہ تہا کہ عیسائی مذہب کے قواعد اور ضوابط مین خرابی پیدا ہوگئی تھی اور انکی نگرانی اچھی طرح نہ ہوتی تھی - پادری عموماً جاہل ہوتے تھے اور اسکی بالکل پرواہ نہ کرتے تھے کہ عیسائی اپنے احکام مذہب کے پابند ہین یا نہین - یہہ کہا گیا ہے کہ بہت عیسائی اس لئے مسلمان ہوے کہ ان کو جزیہ نہ دینا پڑے جو فوجی خدمات سے بری رہنے کے لئے انکو ادا کرنا ہوتا تھا - اگرچہ یہ خراج بہت قلیل تھا لیکن عیسائی مؤرخون نے اسپر اس لئے زیادہ زور دیا ہے کہ اور بہت سی ایسی باتین بیان نہ کرنی پڑین جو فی الحقیقت اسلام قبول کرنے کا سبب ہوتی تہین لیکن ایسی تہین جنکا سننا عیسائی پسند نہین کرتے - ایک بشپ پادری نے صاف صاف لکھدیا ہی کہ جزیہ کا دینا عیسائیونپر کسیطرح کا بوجھ نہ تہا - اور اوسکی شکایت بالکل بیجا طور پر کی گئی ہی - ملک البینیا مین اسلام کی ترقی رفتہ رفتہ ہوئی - مثلاً یہہ ہوتا تہا کہ عیسائی عورتین جو مسلمانون سے شادی کرلیتی تہین وہ اپنے مذہبی مجموعون سے رفتہ رفتہ تعلقات قطع کرتی تہین اور آخر مین مسلمان ہوجاتی تہین - اگر یہ عورتین مدت تک اپنے مذہب پر قائم رہتی تہین اور گرجا مین برابر جاتی تہین تو پادری سخت قواعد بناکر انکو گرجا سے خارج کردیتے تھے - غرض البینیا مین بہت سے واقعات ایسے گذرتے رہتے تھے جنمین

عیسائی اپنا مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کر لیتے تہے لیکن یہ تبدیلیان ایسی نہ ہوتی تہین جو عام طور پر محسوس ہوتین اور ملک مین بظاہر کوئی انقلاب پیدا ہوتا۔

بوسینا کے ملک مین جو صورتین اسلام کی ترقی کی پیش آئین وہ البینیا کے واقعات سے بالکل مختلف تہین۔ سلطان محمد دوم کی فتح سے پہلے بوسینا مین بگو مائیل قوم کے لوگ زیادہ آباد تہے جنکے عقائد عام عیسوی مذہب سے مختلف تھے۔ اسوجہہ سے رومن کیتہولک عیسائی اونپر سخت ظلم کرتے تھے اور مذہب کی بنا پر پوپ نے اونسے لڑنے کا حکم دیدیا تہا۔ بگو مائیل قوم کے شریف لوگون نے ظلم سے بچنے کے لئے یہ ظاہر کیا کہ انہون نے رومن کیتہولک مذہب اختیار کر لیا ہے۔ لیکن پہر بہی اونکی حالت ایسی ناقابل برداشت ہوئی کہ انہون نے ترکون سے اپنی رہائی کے لئے درخواست کی۔ سلطان محمد نے جہان اور ملک فتح کئے تہے بوسینا کو بہی اپنی سلطنت مین شامل کر لیا۔ اس زمانہ کے بعد پہر بگو مائیل قوم کا نشان تاریخ مین کہین نہین ملتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ترکون کے زیر حکومت ہوتے ہی اس قوم کے بہت سے لوگون نے اسلام اختیار کر لیا۔ اور جو رہ گئے وہ بھی کچہہ عرصے کے بعد مسلمان ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد بوسینا کے رومن کیتہولک آسٹریا اور ہنگیری کے ملکون مین جو بوسینا سے ملے ہوئے تہے چلے گئے۔ بعض مورخون کا یہ خیال ہے کہ غیر مذہب والون کے ظلم سہتے سہتے بگو مائیل مین ضرورت کے وقت کچہہ عرصہ کے لئے اپنا مذہب چھوڑ دینے کی عادت ہو گئی ہو اور اسیطرح اونکی ایک کثیر تعداد نے سلطنت اسلامیہ کے ابتدائی زمانہ مین اسلام اس نیت سے اختیار کر لیا ہو کہ اپنے پرانے مذہب کی طرف عود کرین لیکن جب اس قسم کا موقع انکو مدت تک نہ ملا

تو اپنے مذہب کو دوبارہ اختیار کرنے کا خیال اونمین ضعیف اور اونکی اولاد کے دلون سے محو ہوگیا۔ لیکن یہ مورخون کا صرف خیال ہی ہے کوئی شہادت اُنکے پاس ایسی نہین جس سے اس امر کی تقویت ہوتی ہو۔ اصل سبب جس سے بگومائیل مسلمانون مین مل جُل گئے یہ تہا کہ اونکے مذہبی عقائد اسلام سے بہت مشابہ تہے۔ حضرت مریم کی پرستش سے انکو بالکل انکار تہا۔ اصطباغ کی رسم اور پادریون کو اپنا ہادی تسلیم نہ کرتے تہے صلیب کو اسلئے کہ وہ مذہبی نشان ہے بُرا سمجھتے تہے۔ تبرکات تصاویر اور مورتون کی تعظیم کو کفر جانتے تھے۔ اونکے معبد نہایت سادے ہوتے تہے۔ رومن کیتہولک کے گرجاؤن کی طرح اونپر نقش اور تصویرین نہ ہوتی تہین۔ مسلمانون کیطرح گرجا کے گھنٹے سے نفرت کرتے تہے اور اوسکا نام قرنائے شیطانی رکھا تھا۔ (جسطرح قرآن مین سورہ نسا مین آیا ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے انکار تہا بلکہ یہ مانتے تہے کہ کوئی اور شخص اون کی جگہہ صلیب پر چڑہایا گیا تہا۔ انکے علاوہ شراب سے پرہیز کرنا اور ریاضت کی زندگی کو پسند کرنا اور ایسی باتین تہین جنہون نے اسلام کیطرف انکو مائل کیا۔ سات دفعہ دنکو اور پانچ دفعہ رات کو عبادت کرتے تہے اور (لورڈز پریے ار) بار بار سجدہ کرکر پڑہتے تھے۔ غرض جو باتین بگومائل کے مذہب اور اسلام مین مشابہ ہین وہ مین نے ایک جگہہ جمع کردی ہین۔ لیکن باوجود اسکے اونمین عیسائی مذہب کے ایسے عقائد بھی موجود تہے جو مسلمان تسلیم نہ کرتے تہے۔ لیکن جب اسقدر مذہبی باتین دونون مین مشترک تہین تو یہ آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے کہ مسلمانون کی ہدایت سے بگومائیل نے ایسے عقائد کو ترک کردیا ہو جو مسلمان ناپسند کرتے تہے (اور دائرۂ اسلام مین آگئے ہون)

برخلاف البینیا کے مسلمانون کے جنکو ترک اچھا مسلمان نہین سمجھتے بوسینا کے اہل اسلام

مذہب کے چھوٹے سے چھوٹے فرض کے ادا کرنے مین بھی سخت پابند ہین۔ اور سچے دیندار

مسلمان ہین۔ مذہب کی حمایت اون مین اس درجہ بڑہی ہوئی ہے کہ اس صدی کے شروع

مین جب سلطان محمود نے ملک کی اصلاح کے لئے کچھہ تبدیلیان کرنی چاہئین تو اس بنا پر کہ

وہ اصلاح قرآن کے مطابق نہین ہے بوسینا کے مسلمانون نے سلطان سے بغاوت اختیار کی

(اور اوسکا نام سلطان غیور رکھہ دیا)

یہ مختصر مضمون جسمین ترکون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت کا ذکر ہے کسیطرح سے مکمل

نہین کہا جا سکتا۔ جو واقعات اوس مین درج کئے گئے ہین وہ اوس ذخیرہ کا بہت چھوٹا حصہ

ہے جو مین نے کئی برس کی کوشش سے جمع کیا ہی۔ جسکی نسبت مجھے اُمید ہے کہ جہانتک جلد ممکن

ہوگا مین اوسکو ترتیب دونگا۔ یہہ مضمون ایسے اوقات مین جب کہ کالج کے کام سے فرصت ملتی تھی

نہایت جلدی مین لکھا گیا ہے۔

بانکی پور

۱۴/۱۳۱

۳۰۰

قیمت	مضمون کتاب	نام کتاب
۴/	الفاظ جن اور جان سے کیا مُراد ہی	
۶/	اس میں اصحاب کہف کے قصہ پر جو قرآن مجید میں ہی بحث کی گئی ہی	ترقیم فی قصۃ اصحٰب الکہف والرقیم
۴/	اس میں ذوالقرنین کے قصہ پر جو قرآن مجید میں ہی نہایت تحقیق کیساتھ بحث کی گئی ہی	ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین
۲/	اس میں اُن آیتوں کی تفسیر ہی جن میں انسان کی پیدائش کا بیان ہی	خلق الانسان علیٰ ما فی القرآن
۱۲/	اس میں دعا کی اور دعا کے قبول ہونے کی حقیقت بیان کی ہی	الدعاء والاستجابۃ
	اس میں اُن آیتوں کی نہایت شرح و بسط کے ساتھ تفسیر کی گئی ہی جنمیں لفظ سما یا سمٰوات آیا ہی	تفسیر السمٰوات
۲/	اس میں آٹھ رسالے شامل ہیں جن میں امام غزالی کے بعض مضامین پر محققانہ بحث کی گئی ہی	النظر فی بعض مسائل الامام الہمام ابو حامد الغزالی
۶/	اس میں نہایت تحقیق و اجتہاد سے اس بات پر بحث کی گئی ہی کہ اسلام نے غلامی کو باطل ٹھہرایا اور اُسکے دنیا سے معدوم کرنے کی کوشش کی ہی	تبرئۃ الاسلام
	یہ سرسید کا آخری مضمون ہی جو وفات سے چند دنوں قبل لکھنا شروع کیا تھا اس میں سرسید نے اُن تمام الزامات کو نہایت خوبی کے ساتھ دور کیا ہی جو ایک عیسائی مصنف نے ازواج مطہرات پر اپنی کتاب "اُمہات المومنین" میں لگائے تھے	اُمہات المومنین کا جواب
	من ابتدائے سنہ ۱۸۶۳ع لغایت سنہ ۱۸۹۸ع بلاجلد	مکمل مجموعہ لکچر و اسپیچز سرسید

المشتہر

سید ولایت حسین بی۔ اے۔ آنریری مینیجر

بک ڈپو مدرسۃ العلوم علی گڈھ

نام کتاب	مضمون کتاب	قیمت
لقرآن جلد ہفتم	اس جلد میں سورۃ الکہف۔ سورۂ مریم۔ اور سورۂ طٰہٰ کی تفسیر ہی۔ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ کاغذ سفید مجلد مطلا۔ (للعہ) ایضاً بلا جلد	
″ ″		عہ/ ۱۲/
نیف احمدیہ جلد اول	اس جلد میں آٹھ کتابیں شامل ہیں۔ جلاء القلوب بذکر المحبوب۔ تحفۂ حسن۔ کلمۃ الحق۔ راہ سنت ور د بدعت۔ نمیقہ۔ ترجمہ دیباچہ و دوسرا فصل کیمیاے سعادت۔ تبئین الکلام حصہ اول و دوم۔ کاغذ عمدہ جلد طلائی۔ مطبوعہ انسٹیٹیوٹ پریس علیگڈہ (ٹائپ) قیمت تخفیف شدہ	[illegible]
ا ″ ″	″ ″ ″ ″ ″ ″ مجلد جلد سادہ	صہ/
ا جلد دوم	اس جلد میں تین کتابیں شامل ہیں۔ تبئین الکلام حصہ سوم۔ رسالہ احکام طعام اہل کتاب اور خطبات احمدیہ مطبوعہ سینٹیفک سوسائٹی (ٹیپ) کاغذ عمدہ مجلد مطلا	للعہ/
ت احمدیہ (اُردو)	علاوہ تصانیف احمدیہ جلد دوم میں شامل ہونے کے یہ کتاب علیحدہ بھی طبع کی گئی ہی۔ سرسید مرحوم کی جملہ تصانیف میں یہ کتاب سب سے زیادہ مشہور اور ممتاز ہی۔ مجلد جلد پختہ	[illegible]
ا ″ ″	کاغذ سفید ولایتی مجلد جلد خام	[illegible]
کلام جلد اول	معہ اصل عبارت عبرانی و ترجمہ انگریزی کاغذ اعلیٰ مطبوعہ غازیپور	[illegible]
″ جلد دوم	معہ اصل عبارت عبرانی و ترجمہ انگریزی کاغذ عمدہ سفید مطبوعہ علیگڈہ	[illegible]
عام اہل کتاب	یہ رسالہ علاوہ تصانیف احمدیہ جلد دوم کے علیحدہ بھی موجود ہی	۶/
ول التفسیر	اسمیں سرسید نے پندرہ اصول بیان کیے ہیں جنکے بموجب اُنھوں نے قرآن مجید کی تفسیر کی ہی۔	۶/
ی القرآن	اس میں نہایت تفصیل کیساتھ اس امر پر بحث کی گئی ہی کہ قرآن مجید میں	

مضمون

درباب

اشاعتِ اسلام چین اور مجمع الجزائر میلیشین سے جزیرہ جاوا اور سماترا میں

مصنفہ

جناب ٹی ڈبلیو آرنلڈ صاحب پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگڈھ

فیلو آف یونیورسٹی الہ آباد

بزبان انگریزی

جسکو محمد عنایت اللہ بی اے طالبعلم مدرسۃ العلوم نے ترجمہ کیا

اور

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم مین جو ۲۹ - دسمبر ۱۸۹۰ء کو بمقام الہ آباد منعقد ہوا

پڑھا گیا

مطبع مفید عام آگرہ مین چھپا

مضمون

درباب

اشاعتِ اسلام چین اور مجمع الجزائر ملایا مین سے جزیرۂ جاوا اور سماٹرا مین

مصنفہ

جناب ٹی ڈبلیو آرنلڈ صاحب پروفیسر مدرستہ العلوم علیگڈھ

فیلو آف یونیورسٹی الہ آباد

بزبان انگریزی

جسکو محمد عنایت اللہ بی اے طالبعلم مدرستہ العلوم نے ترجمہ کیا

اور

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم مین جو ۲۹ - دسمبر ۱۸۹۰ء کو بمقام الہ آباد منعقد ہوا

پڑھا گیا

مطبع مفید عام آگرہ مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدرستہ العلوم علیگڈھ کے عالم پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ نے اپنے شوق علمی سے انگ
زبان مین ایک کتاب لکھنی شروع کی ہے جسکا نام "دعوت اسلام" ہوگا یعنی اوس کتاب
ملکون مین اشاعت اسلام کی تاریخ جو بذریعہ دعاۃ اسلام کے ہوئی جسقدر ممکن ہے معلوم ہوگی
واعظین اسلام اور دعاۃ اسلام مین کسیقدر فرق ہے واعظ تو صرف حقایق و معارف
مسائل اسلام کے بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہین مگر دعاۃ اسلام وہ کہلاتے ہین جو لوگون کو عموماً
غیر ملکون مین جہان اسلام نہین گیا خصوصاً سفر کرکے پند و نصایح سے اور اخلاق محمدی کے استعمال
اور میل جول کو جسطرح پر ہو غیر مسلمانون مین بڑھا کر اخلاقی و مذہبی تعلیم سے قومون کی قومون کو
مسلمانی مذہب پر لانے کی کوشش کرتے ہین پس اس مضمون مین لفظ دعاۃ اسلام کا انھین معنون
مین استعمال کیا گیا ہے۔

عالم پروفیسر مسٹر آرنلڈ نے اپنی کتاب کو تین حصون پر تقسیم کرنا چاہا ہے۔
پہلا حصہ تو قرآن مجید کے اُن بیانات مین ہے جو دعوت اسلام سے متعلق ہین۔

دوسرا حصّہ دعوت اسلام کے تاریخانہ بیان مین اس تفصیل سے ہے۔

(الف) حضرت محمّد مصطفٰے پیغمبر خدا صلعم کے عہد مین

(ب) خلفاے راشدین کے عہد مین

(ج) اہل عرب کے ذریعہ سے ملک اسپین مین

(د) ترکون کے ذریعہ سے برّاعظم ایشیا اور یورپ مین

(ﮦ) مغلون کے ذریعہ سے

(و) افریقہ مین

(ز) ملک چین مین

(ح) ہندوستان مین

(ط) مجمع الجزایر ملیے مین

تیسرا حصّہ۔ اشاعت اسلام کے طریقون اور انتظامات اور اُن اسباب کے بیان مین ہے
سے دعاۃ اسلام کی کوششون مین کامیابی ہوئی۔

یہ کتاب اگرچہ ابھی پوری نہین ہوئی مگر بہت کچھ لکھی جا چکی ہے جو کہ یہ عجیب طرز کی کتاب
مسلمانون کو بلاشبہ اوس سے زیادہ دلچسپی ہے اسلیئے جناب مصنف کی خدمت مین نہایت ادب سے
ض کیا گیا کہ اوسکے مسودہ کا جو انگریزی مین ہے کوئی ٹکڑا عنایت فرماوین کہ اوسکا اُردو مین ترجمہ
محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس مین جو الہ آباد مین ہونیوالا ہے پڑھکر سنایا جاوے۔
ہم جناب ممدوح کا دلی شکر ادا کرتے ہین کہ اونھون نے مہربانی سے ہماری درخواست کو
ر کیا اور اپنے مسودہ کا وہ ٹکڑا جو چین اور مجمع الجزائر ملیے سے متعلق ہے عنایت کیا۔

مع الجزایر ملیے کا ٹکڑا ابھی ابھی مکمل نہین ہوا کیونکہ اوسمین منجملہ مجمع الجزایر کے صرف جزیرہ جاوا

اور سماترا کے حالات ہین۔

انگریزی سے اردو مین ترجمہ کر دینے کا کام مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے طالبعلم محمد عنایت اللہ بی اسے نے اپنے ذمہ لیا اور اس عمدگی سے اوسکا ترجمہ کیا ہے جسکو پڑھکر لوگ تعجب کرینگے۔

خود جناب مصنف نے اوس ترجمہ کے لیے محمد عنایت اللہ کا شکر ان لفظون مین ادا کیا ہے:

"مین محمد عنایت اللہ کا نہایت شکر گذار ہون جنھون نے نہایت مہربانی سے ان دو باب کے ترجمے کا کام جو نہایت مشکل اور ناگوار کام ہے اپنے ذمہ لیا۔ اور اوسکو اسطرح انجام دیا کہ اُن لوگون نے جو اس کام کے بہترین مبصر ہو سکتے ہین نہایت پسند کیا۔

دستخط۔ ٹی ڈبلیو آرنلڈ

بہر حال وہ ترجمہ چھاپا جاتا ہے اور امید ہے کہ اوس سے لوگون کو فائدہ ہوگا اور مسلمانون کو اپنے ہم مذہبون کے عجیب وغریب حالات اور دانشمندانہ کوششین اشاعت اسلام کی معلوم ہونگی۔

ملک چین

جوکم توجہی مسلمانان چین کی طرف - زمانۂ حال سے چند سال پیشتر تک ظاہر کیگئی وہ درحقیقت قابل غور ہے - جب یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ یورپ کسقدر زمانۂ دراز سے چینی مسلمانون کا علم رکھتا ہے اور سیّاحان یورپ سے اونکی اطلاع کسقدر زمانۂ بعید مین ہو چکی ہے - تو یہ بے غوری اور بھی تعجب انگیز ہو جاتی ہے - چنانچہ تیرھوین صدی عیسوی مین مارکو پولو نے خود اون مسلمانون کا ذکر کیا ہے جنسے وہ سفر چین مین ملا - صوبہ کاراجان کے ذکر مین (جواَب یانان کہلاتا ہے) لکھتا ہے "کہ یہان کئی قسم کے لوگ ہین - شمر قیبیین (جس سے بلاشبہہ اوسکی مراد مسلمان ہین) اور بت پرست ہی نہین رہتے بلکہ کچھ نسطوری عیسائی بھی رہتے ہین"[†] شہر سنجفو (سنیگفو) کی بابت لکھتا ہے کہ "یہانکے باشندون مین بت پرست اور محمدؐ کی پرستش کرنے والے اور چند نسطوری عیسائی ہین"[††] -

بجز اون حالات کے جو ابن بطوطہ نے اپنے سفر چین مین (جو چودھوین صدی کے وسط مین درپیش ہوا) وہانکے مسلمانون کی بابت بیان کیے ہین - مسلمانونکو بھی اپنے ہم مذہب بھائیون سے ہرگز زیادہ واقفیت نہین ہے - ابن بطوطہ نے اوس خوشی کا ذکر کیا ہے

† *The Book of Marco Polo, translated by Col Henry Yule.* Vol. II p 39. London. 1871.

†† id. Vol. I. p 241.

جو چینی مسلمانون کو ملک اسلام کے ایک نووارد مسلمان کے دیکھنے سے ہوئی[†]- لکھا ہے کہ "ہر شہر مین ایک حصّہ مسلمانون کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے- اسمین صرف مسلمان ہی رہتے ہین- یہان اونکی مساجد ہوتی ہین- باشندگان چین مسلمانونکی بڑی عزت اور توقیر کرتے ہین"[††]-

بہرکیف جب صوبہ یانان مین چینی مسلمانون نے ایک سخت بغاوت سے- جسکی انتہائے زور کو صرف بیس برس گذرے دنیا پر جبرًا اپنا وجود ثابت کر دیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑی قابل قدر کتابین تالیف کی گئین- انمین سے ایک مین جو پروفیسر ویزیلیف کی تالیف سے روسی زبان مین ہے- یہانکے حالات کی بڑی ڈراونی تصویر کھینچی گئی ہے- مولف کی رائے مین مسلمانونکی ایسی کثرت ہے- جنکے وجود تک کا پہلے کسی کو گمان نہ تھا- یورپ کی تہذیب کو ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے- اوسکا یقین ہے کہ اسلام ایک دن ضرور چین کا قومی مذہب ہو جاوے گا- اس موقع پر لکھتا ہے کہ "اگر چین کے مسلمان اون پردیسیونکی اولاد ہوتے جو مدت سے وہان آباد ہین- تو البتہ ہمکو اس یقین مین کہ ایک روز کل چین مسلمان ہو جاویگا- تامل ہو سکتا تھا- لیکن- برخلاف اسکے- جب یہ دیکھتے ہین کہ وہانکے اصلی باشندون مین اسلام برابر ترقی کر رہا ہے تو ہمکو یہ سوال کرنا پڑتا ہے- کہ یہ ترقی کب بند ہوگی اور کہانتک پہونچکر

---

† وهاؤلاء التجار يسكناهم في بلاد الكفار اذا قدم عليهم المسلم فرحوا به اشد الفرح وقالوا جاء من ارض اسلام ولم يعطون زكوة اموالهم فيعود غنيا كلوا احد منهم ۱۲ (ابن بطوطه)

†† اهل الصين كفار يعبدون الاصنام ويحرقون موتاهم كما تفعل الهنود وملك الصين تترى من ذرية تنكزخان وفي كل مدينة من مدن الصين مدينة للمسلمين يتفردون بسكناهم ولهم فيها المساجد لاقامة الجمعات و سواها وهم معظمون محترمون ۱۲ (ابن بطوطه)

† *Ibn Batoutah, ib. IV. p. 270.*

†† *id. ib. IV. p. 258.*

رک جاویگی۔ ترکستان اور زنگیریا مین اگر مسلمانون سے ایک وسیع اسلامی عملداری قایم کرنے کے بعد بھی فروگذاشت کی گئی۔ تو لازم ہے کہ چین خاص پر جہان اونکے ہم مذہب ہر جگہہ موجود ہین۔ مسلمان ہمیشہ حملہ آور ہوتے رہین گے۔ اگر فرض کیا جاوے کہ آیندہ یہ ملک سلطنت چین کے تحت مین آجاوینگے۔ تو کیا ایسا فرض کرنیسے اسلام وہان ضعیف ہو جاوے گا۔ ؟ اس سوال کو ہم ابھی پیش نہین کرتے۔ تھوڑے زمانہ کے لیے۔ دس برس۔ یا بالفرض ایک صدی کے لیے ملتوی کرتے ہین۔ لیکن یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس اثنا مین بھی اسلام برابر اپنی ترقی جاری رکھے گا۔ اپنی اغراض پورا کرنے کے لیے حسب مراد موقع کا منتظر رہیگا۔ اور انجام کار وہ مقاصد حاصل کریگا جنکے حصول کے واسطے سعی بلیغ مین سرگرم ہے۔

اگر اسلام نے چین پر ملکی حکومت حاصل کرکے عوام مین اپنے تئین رواج دینے کی کوشش کی تو کیا اوسکا کوئی مزاحم ہوسکے گا۔ ؟ ہمارے خیال مین ہرگز نہین۔ باشندگان چین مین اس قسم کا انقلاب پیدا کرنا اوس انقلاب سے بہت زیادہ آسان ہوگا۔ جو موجودہ خاندان شاہی کی تخت نشینی پر تبدیلی لباس مین ہوا۔

مشرق (یعنی ملک چین) مین مذہب کی گرفت لوگون کے دلون پر اس قسم کی نہین ہے جیسی مغرب مین ہے۔ یہانکے لوگ روحانی زندگی کی بہت کم پروا کرتے ہین۔ بلکہ اون مادّی ضروریات کے مہیّا کرنے مین جو جسم کی پرورش کے لیے درکار ہوتی ہین۔ زیادہ مصروف رہتے ہین۔ کنفیوشی البس۔ بدھا۔ ٹاو۔ کے مذاہب مین سے کسی نے بھی اونکے دلمین اچھی طرح جڑ نہین پکڑی ہے۔ لاؤٹیزی اور بدھا کے احکام پروہتون ہی مین مانے جاتے ہین۔ نہ کہ عوام مین۔ پس یہ سنسنے اغنائی جو عموماً مذہب کی جانب ظاہر کیجاتی ہے۔ مغربی

مذاہب کو اسکا موقع دیتی ہے کہ وہ بآسانی باشندگان چین مین اپنا اثر پھیلاوین - (مغربی مذاہب مین) بزمانۂ حال صرف اسلام ہی کو یہ عمدہ موقع نصیب ہے - خواہ اوسکو تمام وکمال کامیابی حاصل نہو - لیکن ملک چین سے اوسکا کالعدم ہو جانا خارج از امکان ہے -
جو آگ مغربی خیالات نے انمین لگادی ہے - اوسکو مشرقی مذاہب سرد نہین کر سکتے - اسلیے بالکل ممکن ہے کہ چینی اسلام قبول کرنے کے بعد لاپروائی اور استغنا کی خاصیتون کو جو اونسے ہمیشہ ظہور مین آتی رہی ہین - اپنے سے دور کردین - یہ ضروریات سے ہے کہ ایکدن مغربی خیالات مشرق (یعنی ملک چین) پر کلیتہً حاوی ہوجاوینگے - ایسی حالت مین کیا وجہ ہے کہ مغرب کا مذہب - یعنی اسلام جو بدھ مذہب سے بہت زیادہ صاف اور اعلیٰ ہے - اوسکی جگہہ قایم نہو جاوے - ؟ ہندوستان مین اون مقامات پر جہان بدھ مذہب کو سابق مین زیادہ رواج تھا - اسلام نے بمقابل اوسکے زیادہ وسعت سے اشاعت پائی - ترکستان مین اسلام نے اوسکو بالکل منہدم کردیا - جب دین نبوی ملک چین مین اسیطرح داخل ہوگا - جیسے بدھ مذہب ہوا - یعنی براہ تری سمندر سے اور براہ خشکی شمال مغرب سے تو ظاہر ہے - چنانچہ مسلمانان چین کو تو اسمین ذرا بھی شبہہ نہین - کہ دین اسلام مذہب ساکیا منی کو پامال کر کے خود مختار بن بیٹھے گا - حقیقت مین اگر کبھی ایسا ہوا کہ ملک چین نے جسمین دنیا کے ایک ثلث لوگ آباد ہین اسلام اپنا مذہب قرار دے لیا تو بلاشبہہ کرۂ مشرق کے ملکی تعلقات مین انقلاب عظیم واقع ہوگا - دین نبوی جسوقت جبل طارق سے لیکر بحر الکاہل تک پھیل جاوے گا تو مسیحی دنیا کو دوبارہ خطرات مین ڈالدینے کا اوسکو موقع ملیگا - مزید برآن اگر باشندگان چین کو اونکی چپ چاپ محنتی زندگی کے خواب سے جو اور قومون کے لیے اسقدر فائدہ مند ہے - شدید تعصبانہ جوش نے چونکا دیا تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ

اور قومون کی گردنون مین وزنی طوق پڑجائینگے - یہ ہی صرف نہین ہے - بلکہ کچھ اور بھی ہے - یہ ظاہر ہی کہ تمام دنیا کے عاقلون نے بالاتفاق مغرب کے ترقی یافتہ خیالات کو مشرق کے ضعیف اور بیجان خیالات پر فضیلت دی ہے - پس اگر اب نئی دقتین اس ترقی کے راستہ مین پیدا کیجاوین جسکی بنا سائنس اور تہذیب کے سچے اصولون پر قایم کیگئی ہو - تو خیال کرنا چاہیے - نوع انسان کے واسطے یہ کیسی شدید بدبختی کی بات ہوگی" †

ان خیالات کو پڑھکر ہر شخص یہ سوال کرے گا - کہ وہ کونسے دلائل ہین جنسے یہ عجیب و غریب نتیجے نکالے گئے ہین - اس سوال کا مکتفی جواب - دبری دہ تہرسان فرانسی کونسل جنرل چین کی تالیف دیکھنے سے - جسکے بیانات سے درحقیقت یہ نتیجے استخراج کیے گئے ہین - ملسکتا ہے - مولف دبری نے مسلمانان چین کے حالات کچھ اونکی کتب تواریخ اور وہین سے اخذ کرکے کچھ فرامین شاہی سے - جو اونکے بارے مین جاری ہوئے - بلکہ کچھ اونکے علما سے بذات خود دریافت کرکے باقی دیگر ذرایع سے بہم پہونچاکر بتفصیل نہایت طوالت سے اپنی کتاب مین بیان کیے ہین - اس فصل مین بجز چند مقامات کے جہان اور کتابونکا حوالہ دیا گیا ہے - مین نے بھی دبری کی کتاب سے اکثر حالات اخذ کیے ہین -

چین مین جیسا کہ پیشتر بیان ہوچکا ہے - اسلام دو سمتون سے داخل ہوا - براہ تری جنوب سے اور براہ خشکی شمال مغرب سے - شمال مغرب کے صوبجات کانسوہ اور شانسی[۱] مین مسلمانان چین

† P. Dabry de Thiersant: Le Mahometisme en Chine. Vol. I. pp 316-7, II. Paris. 1878.

[۱] صوبہ کانسوہ مین تراسی لاکھ پچاس ہزار مسلمان آباد ہین - اونکی تعداد کو باقیماندہ مسلمانان چین کی کل تعداد سے ۵ اور ۲ کی نسبت ہے - صوبہ شانسی مین مسلمانونکی تعداد پینسٹھ لاکھ ہے -

کی مردم شماری باعتبار تعداد اصلی و نسبتی سب سے زیادہ ہی - کُل مسلمانان چین کی مردم شماری[۱] کا جو دو کرور ہی - تقریبًا تین چوتھائی حصّہ ان دونون صوبجات مین رہتا ہی -

دعاة اسلام ملک چین مین براہ وسط ایشیا اُن دوستانہ تعلقات کے باعث سے پہونچے جو ابتداء عہد خلافت مین خاقان چین سے اور اوس مغربی (یعنی اسلامی) سلطنت سے پیدا ہو گئے تھے جو اپنی عملداری بصد تیزی ممالک متصلہ مین قایم کرتی جاتی تھی - چین کے لوگ زمانہ سابق سے غالبًا دوسری صدی عیسوی سے ملک عرب کا علم رکھتے تھے - لیکن تعلقات امور ملکی اوسوقت قایم ہوئے جبکہ یزدجرد آخری بادشاہ فارس کا انتقال ہوا اور اوسکے لڑکے فیروز نے خاقان چین سے دشمنون کے مقابلہ مین کمک چاہی - خاقان نے جواب دیا کہ فارس اُسکے ملک سے اسقدر فاصلۂ دراز پر ہی کہ فوج روانہ نہین ہو سکتی - البتہ وہ خلیفۂ عثمان سے بذریعہ اپنے سفیر کے اوسکی سفارش کرتا ہی - سفیر چین جب خلیفہ عثمان کے پاس پہونچا تو خلیفہ نے اوسکی بہت خاطر کی - اور بوقت واپسی ایک عرب سپہ سالار کو اوسکے ہمراہ کر دیا - ۶۵۱ء مین خاقان نے بھی عرب سپہ سالار کی نہایت مدارات کی -

---

[۱] اس تعداد کا تخمینہ ڈبری نے اہلکاران گورنمنٹ چین سے حاصل کیا ہے - ایک اور معتبر ذریعہ[†] سے اطلاع ہوئی ہے کہ چین مین مسلمانون کی تعداد تقریبًا تین کرور کی ہے - اوس لاعلمی کی امثال مین جو مسلمانان چین کی جانب رہی ہم مسٹر ولفرڈ بلنٹ اور ڈاکٹر جیسپ کے تخمینہ پیش کر سکتے ہین - مسٹر بلنٹ ڈیڑہ کرور تعداد لکھتے ہین[††] اور ڈاکٹر جیسپ صرف چالیس لاکھ پر اکتفا کرتے ہین[†††] -

† *Asia by A. H. Keane, edited by Sir Richard Temple. p 578. London. 1882.*

†† *W. S. Blunt: The Future of Islam. p. 8. London. 1882.*

††† *The Mohammedan Missionary Question. p. 5. Philadelphia. 1879.*

عرب مورخین کے مطابق خلیفہ ولید اوّل کے عہد مین نامور سپہ سالار قتیبہ بن مسلم نے جو خراسان کا حاکم مقرر ہوا تھا - دریاے سیحون عبور کرکے وہ معرکہ آرائیان شروع کردین جنمین فتحمند ہوکر بخارا-سمرقند- اور اور شہرون پر قابض ہوا- اور ملک مین دین نبوی کی اشاعت کردی- بعدازان اپنی فوج ظفر موج کو لیکر مشرق مین سرحد چین کیطرف بڑھا- یہان پُہنچتے ہی خاقان کے پاس ایلچی روانہ کیے- خاقان نے ان ایلچیونکو ایک رقم کشیر اس مراد سے دیکر کہ خلیفۂ اسلام کی بزرگی اوسنے تسلیم کی - اپنے دربار سے رخصت کیا- تواریخ چین مین اس زمانہ سے چندسال بعد کے واقعات مین کئی سفیرونکا حال یون مذکور ہو- کہ یہ خاقان کے پاس وہ تحائف لائے جو خلیفہ ہشام نے بھیجے تھے- خلیفہ منصور نے سنہ ۷۵۵ع مین ایک سفارت شہنشاہ ست سنگ کے پاس اور روانہ کی- یہ وہ زمانہ تھا جب مشرقی تجارت کو ترقی ہورہی تھی- اس زمانہ سے لیکر آیندہ زمانے تک سفیرونکا اکثر حال پایا جاتا ہو- تجارت کی ایسی نمایان ترقی نے - اوران دو سلطنتون کے باہمی دوستانہ تعلقات نے مسلمان تجّار کے اُن کامون مین- جنکو وہ اشاعت اسلام کے واسطے صدق دل سے اختیار کرتے تھے- بہت آسانی پیدا کردی- یہ تاجر شہر بخارا- ملک عرب- اور اُن ممالک سے آتے تھے- جو دریاے سیحون کے مغربی کنارہ پر پھیلے ہین- چین کا ایک مورخ سنہ ۷۱۳ع سے سنہ ۷۴۲ع تک کے واقعات مین لکھتا ہو کہ" وحشی- مختلف نسٔو عملداریون سے آکر جو اس ملک سے تین ہزار میل کے فاصلہ پر واقع ہین- مثل سیلاب قلمرو چین مین بکثرت پھیل گئے- اپنی کتب مقدسہ بطور خراج کے لاکر خاقان کے نذر کین- جو بعد قبول کیئے جانے کے محل شاہی کے ایک درجہ خاص مین جو اسی کام کے واسطے مخصوص تھا- داخل کردی گئین- اسی زمانہ مین مختلف ممالک کے عقاید مذہبی نے یہان رواج پایا- اور اونپر علانیہ بلا مزاحمت عمل ہوتا رہا-

چین مین پہلی مسجد ۷۴۲ء مین صوبہ شانسی کے دار الخلافہ مین تعمیر ہوئی اور ایک چینی افسر مسلمانون کے نگران حال رہنے کیواسطے مقرر کیا گیا۔

ملک چین مین اسلام کے رواج پانیکے مفصّل حالات بہت ہی قلیل ہین۔ ظاہر ہوتا ہی کہ دین نبوی نے آٹھوین صدی کے وسط مین اوّل اوّل صوبہ کانسوہ مین رواج پایا۔ یہ صوبہ اس زمانہ مین بادشاہت ہوی ہو کا ایک حصّہ تھا۔ اصلی مقام اس عملداری کا دریاے ارتش اور ارکھان کے بیچ مین واقع تھا۔ اسکا اندازہ کرنا کہ دسوین صدی عیسوی کے وسط مین جب صوبہ کانسوہ کے خان سٹیوک نے اسلام قبول کیا تو اسلام وہانکے باشندون مین کسقدر رائج ہو گیا تھا ممکن نہین۔ خان سٹیوک نے کافرون سے لڑائی کی۔ اور اپنی رعایا کو جبراً مسلمان کرنے کی کوشش کی۔† اسکے جانشینون نے بھی ایسا ہی کیا اور غیر مذاہب پر باستثناء مذہب نسطوری عمل کرنے کی ممانعت محض کر دی۔ لیکن تیرھوین صدی عیسوی کے آغاز مین جب چنگیز خان نے سلطنت ہوی ہو کو تاراج کر دیا تو اپنی تمام قلمرو مین مذہبی آزادی کی منادی کرا دی۔

خان ہوی ہو کی رعایا مین قوم ویگر بھی تھی۔ یہ ایک ترکی فرقہ تھا جس سے ترکان عثمانی کا سلسلہ چلتا ہے۔ یہ قوم مقام خال سے جو ترکستان چینی مین ہے† عملداری ہوی ہو مین آئی تھی۔ ایک بیان کے مطابق فرقہ تنگانی کی اصل†† قوم ویگر کے ایک گروہ سے بتائی گئی ہی (ترکی زبان مین لفظ تنگانی کے معنی "نومسلم" کے ہین۔ چنانچہ ترکستان مین چینی مسلمان اسی نام سے پکارے جاتے ہین)۔ قوم ویگر کا یہ گروہ خاندان تھانگ کے عہد بادشاہت مین (۶۱۸ء-۹۰۶ء) سکونت کیواسطے دیوار چین کے قریب مین ہٹا دیا گیا تھا۔

† *Chinese Mohommedans. By John Anderson. M.D. Journal of the anthropological Institute of Great. Britain and Ireland. Vol. I. p 162.*

†† *Yule's Maroo Polo. Vol. I. pp 255-6*

چینی عورتون سے شادیان کرنے کی انکو ترغیب دلائی گئی تھی - بعد مین جب مختلف زمانون[†] مین قوم دیگر نے اسلام قبول کرلیا تو اونکے رشتہ دار جو چین مین تھے - مسلمان ہوگئے - چینی عورتون سے شادی کرنے کا دستور اونمین ابتک چلا آتا ہی - جو اولاد ایسی شادیون سے ہوتی ہی وہ مسلمان کرلیجاتی ہی - تیرھوین صدی عیسوی کے آغاز مین - جب چنگیز خان کی فتوحات نے ایشیا مین راہ مراسلت مشرق سے مغرب تک کھولدی[††] - تو گروہ تنگانی کے ہمقوم وطن چھوڑکر صوبہ شانسی اور کانسوہ مین کثرت سے آکر آباد ہوگئے - کاروبار تجارت سے بڑی رغبت رکھتے ہین - معاملات تجارت مین اونکی راستبازی کی شہرت تمام وسط ایشیا مین ہی - چینیون اور تنگانیون مین اونکی جسمانی قوت سے امتیاز کیا جاتا ہی - اسیوجہ سے تنگانی خدمات پولس کے لیے اکثر منتخب ہوتے ہین -

مغلون کی فتوحات سے ملک شام - عرب - فارس کے مسلمانون اور بعض اور اقوام کے لوگون کو ترک وطن کرکے سلطنت چین مین آنا پڑا[‡] - بعض اونمین سے سوداگری - صنعت و حرفت کی غرض سے - بعض سپاہیانہ خدمات حاصل کرنے کے لیے - بعض صرف بود و باش اختیار کرنیکے مقصد سے بعض لڑائی مین قید ہوکر بحیثیت اسیری ملک چین مین چلے آئے - اور آباد ہوگئے - انکی آبادی کو ترقی ہوئی - کاروبار مین سرسبز ہوئے - چینی عورتون سے شادیان کرنے لگے - اسلیئے وہ اختلافات رسوم جو غیر قوم ہونیکے باعث سے تھی - رفتہ رفتہ اونسے معدوم ہوگئی -

† تاتاریون کے ملک چین فتح کرنے کے دو سو برس بعد اس قوم سے بدھ مذہب ترک کردیا -
Chinese Mohammedans. By John Anderson. M.D. id. P.148.

†† id. ib.

‡ Dozy: Essai sur l'histoire de l'islamisme. p 398.
Dabry de thiersant. Vol. I. P. 47.

یہ دریافت ہوتا ہی کہ چین مین بعض مسلمان مغلیہ خاقانون کے عہد مین بڑے بڑے عہدون پر مامور ہوئے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن سنہ ۱۲۴۴ء مین خزانہ شاہی کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا۔ اسکو ٹیکس فروخت کرنیکے اختیارات دیئے گئے۔ سنہ ۱۲۵۹ء مین قبلہ خان نے سید اجل بخاری کو اپنی تخت نشینی پر خزانہ شاہی سپرد کر دیا۔ سنہ ۱۲۸۰ء مین سید اجل مرگیا۔ اُسکے بعد ایک مسلمان شخص احمد نامی اوسکی جگہہ مقرر ہوا۔ سید اجل نے دیانت داری مین شہرت پائی۔ احمد اسکے برخلاف خیانت کیوا سطے بدنام ہوا۔ مورخان چین جو قبلہ خان کے عہد سلطنت کے مدّاح ہین اسکے البتہ ضرور شاکی ہین کہ اوسنے بجاے چینیون کے عجمیون اور ترکون کو اعلیٰ عہدون پر مامور کیا۔††

علاوہ اُس اسلامی اثر کے جو چین مین سمت شمال مغرب سے سرایت کر رہا تھا۔ جنوب سے بھی براہ سمندر اسلامیون کی رَو ملک مین آرہی تھی۔ اگرچہ تعداد کے اعتبار سے یہ زیادہ قابل قدر نہین ہی۔ لیکن تاریخانہ دلچسپی اوس سے کہین زیادہ رکھتا ہی۔

عرب اور چین مین تعلقات تجارت حضرت محمد صلعم کی پیدایش سے بہت پہلے قایم ہوگئے تھے۔ شام اور بحیرہ لیوانٹ کی بندرگاہون مین مشرق کی پیداوار عرب ہی کے توسّل سے پہونچتی تھی۔ چھٹی صدی عیسوی مین عرب اور چین کی تجارت کو جو براہ سیلون ہوتی تھی بڑی ترقی ہوئی۔ شہر سیراف خلیج فارس مین تاجران چین کی خاص تجارت گاہ بنگیا۔ کتب تواریخ چین مین اسی زمانہ مین جو خاندان تھانگ (سنہ ۶۱۸ء - سنہ ۹۰۷ء) کے ابتداے عہد سلطنت کا زمانہ تھا عربونکا حال پایا جاتا ہی†††۔ اس عہد کے واقعات مین مورخان چین لکھتے ہین کہ

† H. H. Howorth: History of the Mongols. I. P. 161 London 1876.

†† Howorth ib. I. P. 257. ††† E. Bretschneider: On the knowledge possessed by the Ancient Chinese of the Arabs and Arabian colonies, p. 6. London. 1871.

"سلطنت آنام - کمبوج - مدینہ - اور دیگر عملداریوں سے لوگ بکثرت شہر کینٹن مین داخل ہوئے"
جو عادات اور اداسے مذہب کے طریقے مورخان چین نے ان لوگونکے بیان کیئے ہین اونسے
صاف ظاہر ہی کہ یہ لوگ مسلمان عرب تھے - لکھتے ہین کہ "یہ اجنبی لوگ آسمان (یعنی خدا) کی
پرستش کرتے ہین - انکے مندرون مین بت مجسمہ یا مورت کی قسم سے کچھ نہین ہوتا - مدینہ کی عملداری
ہندوستان کے قریب کہین واقع ہی - وہین ان لوگونکا مذہب جو بدھ مذہب سے مختلف ہی اوّل پیدا
ہوا - شراب اور لحم خنزیر سے پرہیز کرتے ہین - جس جانور کو خود نہین مارتے اوسکے گوشت کو ناپاک
سمجھتے ہین - آجکل وہ ہوی ہوی[1] کے نام سے مشہور ہین - یہان اونکا ایک مندر ہی جسکو وہ
"یادپاک کا معبد" کہتے ہین - (اس سے مراد وہاب ابو کبشہ کی مسجد سے ہی جسکا ہم آیندہ ذکر کرینگے)
یہ مندر خاندان تھانگ کی ابتدائے عہد بادشاہت مین تعمیر ہوا تھا - ایک جانب اوسکے ایک بڑا گول
مینار ۱٦۰ فٹ بلندی کا ہی جسکو کانگ ٹا (یعنی سادہ - بے نقش ونگار کا مینار) کہتے ہین -
ہوی ہوی اپنی پوجا پاٹ کے لیے روز مندر مین جاتے ہین - شہنشاہ جب اونکے ملک چین
مین رہنے کی درخواست کو منظور کر لیتا ہی تو وہ کینٹن مین بود و باش اختیار کر لیتے ہین اور بڑے
عالیشان مکان اوس طرز سے مختلف جسکا ہمارے ہان رواج ہی تعمیر کرتے ہین - یہ لوگ
دولتمند ہین اور اپنے سردار کی جسے وہ خود منتخب کرتے ہین بڑی فرمانبرداری کرتے ہین" -
اس امر کا بالکل صحت کے ساتھ دریافت کرنا کہ کینٹن مین اسلامی بستی کا اوّل سردار کون گذرا -
غیر ممکن ہی - مسلمانونکی روایتون سے اس سردار کے مختلف نام سننے مین آتے ہین - کوئی سارکس
کہتا ہی کوئی ساکاپا بتلاتا ہی کوئی وانگ کا ای کے نام سے مشہور کرتا ہی - دوسرا نام (ساکاپا)

---

[1] مسلمانان چین نے اپنا نام ہوی ہوی رکھا ہی - اس لفظ مین "رجوع اور اطاعت" دونون معنی ساتھ پیدا ہوتے ہین - یعنی "رجوع طرف خدا کے بطریقت راست" - اور "اطاعت رضاے الٰہی کی"۔

قابل غور ہی - اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ آنحضرتؐ کے صحابی تھے - بہرکیف اس سے سب متفق ہین کہ وہ رشتہ مین حضرت محمدؐ کے ماموں ہوتے تھے - مولف دبریؔ کی راے مین ذیل کے بیان کی بابت یہ تسلیم کرلینا چاہیئے کہ وہ مسلمان سردار کینٹن کی زندگی کے تاریخانہ واقعات کافی صحت کے ساتھ بتلاتا ہی - یہ حالات بلاشبہہ مسلمانان چین کی روایتون سے بہم پہونچائے گئے ہین - لیکن اُن جھوٹے افسانون اور فضولیات سے جو اس بڑے سردار کی اصلی واقعات زندگی پر اضافہ ہوئے وہ پاک کردیئے گئے ہین - سنہ ۶۰۸ء مین (یعنی سنہ ۶ ہجری جسکو تواریخ عرب مین سنہ دعوت کہتے ہین) حضرت محمد صلعم نے وہاب ابوکبشہ کو تحفے دیکر شہنشاہ چین کے پاس دین نبوی سے مطلع کرنیکے واسطے روانہ کیا - کینٹن مین وہاب ابوکبشہ کا بڑا استقبال کیا گیا - اونکو اور اونکے ہم مذہبونکو اسلام پر علانیہ عمل کرنے کی اور تعمیر مسجد کی اجازت دیگئی - اس پیغام کو انجام دیکر وہاب ابوکبشہ سنہ ۶۳۲ء مین عرب کو واپس آئے - یہان پہونچتے ہی آنحضرتؐ کی وفات کی (جو اوسی سال مین ہوئی تھی) جانکاہ خبر سُنی - معلوم ہوتا ہی عرب مین عرصۂ قلیل کے واسطے انھون نے قیام کیا - کیونکہ جب دوبارہ وہ چین کو چلے تو ایک جلد قرآن پاک کی جو سنہ ۱۱ و ۱۲ ہجری مین (مطابق سنہ ۶۳۳ء - سنہ ۶۳۴ء) خلیفہ ابوبکرؓ کے حکم سے جمع کیا گیا تھا - اپنے ہمراہ لیتے گئے - کینٹن مین پہونچکر زندگی سفر سے انتقال فرمایا - شہر کے نواح مین دفن کیے گئے - مسلمانان چین انکے مزار کی اسوقت تک نہایت تکریم و تعظیم کرتے ہین †

---

† قال العلامة الشیخ حسین بن محمد ابن الحسن الدیاربکری فی کتابه المسمی به تاریخ الخمیس - لم یکن لآمنة (ام رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم) اخ ولا اخت فلذلک لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خال ولا خالة وانما بنو زهرة یقولون نحن اخواله لان امه آمنة منهم ۱۲

فی المواهب اللدنیه للقسطلانی - لما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ست سنین خرجت به امه الی اخواله بنی عدی بالمدینة تزورهم ومعها ام ایمن فنزلت به دار النابغة * * ثم رجعت امه الی مکة فلما وصلوا الابواء وهو موضع بین مکة والمدینة توفیت ۱۲

ولعل وهب ابن کبشة یکون رجلا من بنی زهرة فلذلک اشتهر انه خال النبی صلعم ۱۲

مسجد کپشنہ کے گرد و نواح مین عرب تاجرونکی بستی کو ترقی ہوتی رہی - کاروبار مین کامیابی ہوئی چینی ہمسایون سے سلوک اور دوستی قایم رکھی - کاروبار تجارت مین اِنکے اور اونکے اغراض یکسان تھے - بہ ظاہر ہوتا ہی کہ کچھ عرصہ تک مسلمان اجنبی لوگونکی طرح وہان سکونت پذیر رہے - چنانچہ نوین صدی عیسوی کے وسط مین ایک عرب تاجر سے مذکور ہے کہ "کنیٹن مین مسلمانون کا قاضی جدا تھا - خلیفۂ اسلام کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے - شہنشاہ چین کا نہین" - عرب تجار کی مختصر جماعت جو کنیٹن مین آباد ہوئی کچھ نئے مسلمانون کے شامل ہونیسے - کچھ چینی عورتون سے شادیان کرنیکی وجہ سے - کچھ وہانکے اصلی باشندون کے اسلام قبول کرلینے کے باعث سے زیادہ وسیع ہوتی گئی - ۷۵۸ء مین اس جماعت مین ایک بڑا اضافہ اوس چار ہزار عرب کی سپاہ سے ہوا جو خلیفہ منصور نے شاہ تھانگ کی کمک پر ایک بغاوت کے فرو کرنے کیواسطے روانہ کی تھی - جب لڑائی ختم ہوگئی تو عربی سپاہ نے اپنے ملک کو واپس جانے سے انکار کیا - یہانتک کہ حاکم دارالخلافہ نے جب اونکو واپس جانے پر مجبور کرنا چاہا تو انھون نے عربی عجمی سوداگرون اور مسلمانون کو شامل کرکے شہر کی خاص خاص منڈیونکو لوٹ لیا - حاکم شہر نے فصیل مین چھپکر اپنی جان بچائی اور جبتک شہنشاہ سے سپاہ عرب کے ملک مین رہنے کی اجازت حاصل نہ کرلی اونکے پاس واپس نہ آسکا - مختلف شہرون مین اونکو رہنے کے لیئے گھر دیئے گئے اور زمینین دیگئین - ملک کی عورتون سے شادیان کرکے وہ اسلامی نسل قایم کی جو تمام مملکت فغفور مین اسوقت تک ہر جگہہ موجود ہے - سب سے بڑا اضافہ (جسکا ہم پہلے بھی ذکر کرچکے ہین) اونکی تعداد مین اُن قومون کے شامل ہونیسے ہوا جو چنگیز خان اور اُسکے جانشینون کی فتوحات سے ترک وطن کرکے ملک چین مین چلی آئی تھین - غالبًا اسی زمانہ مین مختلف اسلامی جماعتین ملک مین قایم ہونی شروع ہوگئین - فی زمانہ اونکی تعداد بہت سے صوبجات چین مین بشدت بڑھگئی ہے - گانون کے گانون

مسلمانون ہی سے صرف آباد ہین۔ مغلیہ شاہان چین کی معزولی کے بعد مسلمانان چین کی بتدریج
اور مستقل افزونی تعداد کو (جسکا نتیجہ ابھی بیان کیا گیا ہے) بیرونی ممالک سے کسی قسم کی اعانت نہین پہنچی
کیونکہ مغلیہ خاندان شاہی کے زوال پر گورنمنٹ چین نے اپنا یہ اصول قرار دے لیا تھا کہ غیر ملک کے
لوگ اپنے سے دور رکھے جائین۔ لیکن اب کچھ زمانے سے اس اصول کو ترک کر دینا پڑا ہے۔
باوجود اس علیحدگی کے (جو انھین ممالک غیر سے ہوگئی) مسلمان۔ چینی عورتون سے شادیان
کر کے رعایا چین مین گھل ملکر ایک جان ہوگئے۔ جسوقت تک باشندگان چین کی۔ تجارت
عرب سے منفعت اسلامی سلطنت کی موافقت پر منحصر تھی۔ اور خلیفۂ اسلام سے رشتۂ دوستی
تبتیون کے مقابلے مین (جو دونون کے یکسان دشمن تھے) پشت پناہ تصور کیا جاتا تھا۔
اسوقت تک مسلمانان چین کو ملک مین ہر قسم کی عقوبت اور ظالمانہ برتاؤ سے بہ اطمینان تمام حفاظت
میسر تھی لیکن ان اسباب حفاظت کے معدوم ہونے پر بھی یہ دریافت ہوتا ہے کہ مسلمانون کو
گورنمنٹ چین سے کاروبار دنیوی اور دینی مین آزادی محض حاصل ہے۔ مسلمانان چین کو یہ
آزادی زیادہ تر ان عاقلانہ رعایتون اور دانشمندانہ کامون کیوجہ سے حاصل ہوئی ہے جو انھون نے
باین مدعا اختیار کر لیئے کہ باشندگان چین کی رسوم اور تعصبات مین خلل انداز نہ تصور کیے جاوین۔
زندگی روزمرہ مین وہ انھین عادات اور رسوم کے پابند ہین جو انکے ہر چہار طرف موجود ہین۔ لمبی
لمبی چوٹیان رکھتے ہین۔ چینیونکا معمولی لباس پہنتے ہین۔ صرف مسجد مین ہمیشہ عمامہ باندھکر
جاتے ہین۔ اس خیال سے کہ چینیون کے تعصبانہ توہمات کے برخلاف اونسے کوئی حرکت
سرزد نہو وہ مساجد کے مینار زیادہ بلند بنانے سے بھی باز رہتے ہین۔ یہانتک کہ تاتار چینی مین
جہان مسلمان سپاہ خاص طور پر سب سے علیحدہ بطور جماعت † واحد رہنے کی مجاز ہے۔ درجہ اعلی کے

† *Arminius Vambery: Travels in Central Asia. p. 404 London 1864.*

کے مسلمان اہلکارونکو اوسی وضع مین رہنا پڑتا ہے جو اونکے واسطے مقرر کر دیگئی ہے - دراز چوٹیان لمبی لمبی موچھین رکھنی پڑتی ہین - تعطیل کے روز - مقررہ اظہار اطاعت جسکا ادا کرنا اہلکارون کا فرض ہے کیا جاتا ہے - یعنی شہنشاہ کی شبیہہ کے روبرو تین دفعہ پیشانی زمین سے لگائی جاتی ہے[†] -

گورنمنٹ چین نے اسکے معاوضہ مین اپنی مسلمانان رعایا کو (باستثناء حالت بغاوت) وہی حقوق اور فوائد حاصل کرنے کے سامان عطا کیے ہین جو دیگر رعایا اصلی کو حاصل ہین - کوئی محکمہ ایسا نہین جسمین خدمات حاصل کرنے کی انھین ممانعت ہو - صوبجات کے عہدۂ گورنری مین - تخت کی وزارت مین - فوج کی سپہ سالاری مین - حکومت فوجداری مین - رعایا اور اپنے افسرن سے مسلمان اعتماد اور عزت حاصل کرتے ہین - تواریخ چین مین مسلمانون کے نام بحیثیت حکام اعلیٰ فوجی یا انتظام ملکی ہی نہین دریافت ہوتے بلکہ صنعت علوم ریاضیہ اور ہیئت مین بھی نامور مسلمان گذرے ہین -

اوس لطف و کرم نے جو تخت چین نے مسلمانون پر ظاہر کیا ملک چین کے مذہبی فرقو نمین بغض اور بدگوئی کی آگ بھڑکا دی - جو فرمان شاہی مسلمانان صوبہ شالنسی پر الزامات لگانے کے بارے مین جاری ہوا اس قابل ہے کہ ذیل مین درج کیا جاوے - اسکے دیکھنے سے یہ بھی روشن ہو جاویگا کہ شہنشاہان چین کے خیالات اپنی مسلمان رعایا کی نسبت کس قسم کے رہے ہین -

فرمان شاہی

دو بہت گذشتہ صدیون سے ملک کے ہر صوبہ مین کثیر تعداد مسلمانونکی پائی جاتی ہے جو میری رعایا کا ایک جزو مرتب کرتی ہے اور جنکو مین اسیطرح مثل اپنی اولاد کے سمجھتا ہون جسطرح باقیماندہ

† *Arminius Vambery: Travels in Central Asia. p. 404. London 1864.*

رعایا کو۔ مین اپنی رعایا مین اور مسلمانون مین جو اس سے مذہب مین اختلاف رکھتے ہین کوئی فرق
نہین کرتا۔ مجھے چند اہلکارون سے مسلمانونکی پوشیدہ شکایتین۔ اس بنا پر کہ اونکا مذہب
جسپر وہ عمل کرتے ہین اور اونکی زبان جو وہ بولتے ہین اور چینیون سے جدا گانہ ہے اور لباس
جو وہ پہنتے ہین دیگر رعایا سے مختلف ہے۔ پہونچی ہین۔ نافرمانی۔ سرکشی۔ اور بغاوت کے
خیالات رکھنے کا اونپر الزام لگایا گیا ہے۔ اور اونپر تشدد کرنے کی مجھسے درخواست کیگئی ہے۔
ان الزامات اور شکایتون کی تحقیق کرنے کے بعد مینے معلوم کیا کہ اونکی کوئی بنیاد نہین ہے۔
وہ مذہب جسکی مسلمان پیروی کرتے ہین۔ فی الحقیقت اونکے بزرگونکا مذہب ہے۔ یہ سچ ہے کہ
اونکی زبان وہ نہین ہے جو باقیماندہ رعایا کی ہے۔ لیکن ملک چین مین اور مختلف زبانین
بکثرت بولی جاتی ہین۔ اس قسم کے اعتراضات کہ اونکے معبد۔ لباس۔ طرز نوشت اور چینیون
سے مختلف ہے۔ ہرگز قابل وقعت نہین۔ یہ صرف دستور کی بات ہے۔ اونکا چال چلن ایسا ہی
اچھا ہے جیسے اور رعایا کا۔ کوئی بات یہ ظاہر نہین کرتی کہ وہ بغاوت کا ارادہ رکھتے ہین۔
پس میری یہ خوشی ہے کہ اونکو اپنے مذہب پر۔ جسکا مقصد زندگی نیک کے عمل پر۔ سول و شل
فرائض منصبی کے ادا کرنے پر انسان کو تعلیم دینے کا ہے۔ عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل رہے۔
اونکا مذہب گورنمنٹ کی اصل بنیاد کو تسلیم کرتا ہے۔ اور زیادہ کیا درکار ہے ؟ پس اگر مسلمان اپنا
چال چلن مثل اچھی اور خیر خواہ رعایا کے جاری رکھینگے تو میرا کرم اونپر اوسیقدر ہوگا جیسے میری
اور اولاد پر۔ مسلمانون مین سے بہت لوگ سول اور فوجی افسر ہوئے ہین۔ جنھون نے اعلی ترین
عہدون پر ترقی پائی ہے۔ یہ سب سے بڑا ثبوت اسکا ہے کہ انھون نے ہمارے عادات اور رسوم
اختیار کرلیئے ہین۔ اور ہماری کتب مقدسہ کی نصایح کے موافق عمل کرنا سیکھ لیا ہے۔ علم ادب کے
امتحانون مین وہ اسیطرح کامیاب ہوتے ہین جیسے اور لوگ۔ خاص رسوم مذہب جو قانوناً ادا

ہونی چاہئیں وہ پوری کرتے ہین مختصر یہ سمجھنا چاہیئے - کہ ملک چین کے بڑے بھاری قبیلے کے وہ ایک سچے رکن ہین - ہمیشہ اپنے سول - سوشل - مذہبی فرایض منصبی کے پورا کرنے ہین کوشش کرتے ہین - جب کسی حاکم کے پاس دیوانی کا کوئی مقدمہ آئے تو اوسکو اہل مقدمہ کے مذہب کا ہرگز خیال نکرنا چاہیئے - میری تمام رعایا کے لیئے صرف یہ ایک قانون ہے - جو اچھا کرینگے اونکا سلوک سے عوض کیا جاویگا - جو بُرا کرینگے اونکو سزا ملے گی"

اس سے یہ ہرگز فرض نکرنا چاہیئے کہ مسلمانان چین گورنمنٹ چین کی بدظنی کے خوف سے اپنی جماعتین بالکل مختلف اور جداگانہ قایم نہین کرتے - وہ ہنگامے اور کشت وخون جو مسلمانون اور چینیون مین وقتاً فوقتاً بپا ہوئے - اور جنمین صدہا جانین تلف ہوئین - اسکا ثبوت دیتی ہین کہ رشتۂ اتفاق کم ازکم ہر ایک صوبہ کے مسلمانون مین کسقدر مضبوط ہے - صوبہ یانان کی مشہور بغاوت (جسکو بغاوت پانتھی کہتے ہین) برسون کی خونریز لڑائیون کے بعد جنمین یہ کہا جاتا ہے کہ بیس لاکھ سے زیادہ مسلمان قتل ہوئے گورنمنٹ چین سے فرو ہوسکی - مگر کل مسلمانان چین نے یکتن ہوکر اسوقت تک کوئی ایسا کام نہین کیا - یہ جسقدر ہنگامے ہوئے خاص صوبجات کے حدود واربعہ ہی مین محدود رہے - بہرکیف اسنے یہ ضرور ثابت ہے کہ مسلمانان چین پولیٹکل حیثیت کے اعتبار سے ہرگز کم وقعت نہین ہین - اور نہ اسلامی تحریکون مین اونکا شریک ہونا جیساکہ بعض لوگونکا خیال ہے† - خلاف قیاس ہے - دعوت اسلام کے واسطے جو کام وہ کرتے رہتے ہین مثلاً کہین چپکے چپکے مسلمانونکی بستیان بساتے ہین کہین اونکے انتظام مین بخوشی مصروف ہو جاتے ہین - برابر دریافت ہوتے رہین -

مسلمانان چین نے عوام الناس مین علانیہ وعظ دیکر اپنے مذہب کا چرچا نہین کیا - کیونکہ

† Sir Richard Temple: Oriental Experince. p. 322.

ایسا کرنے مین اونکو ضرر پہونچنے کا اندیشہ تھا - اور اسکا خوف تھا کہ کہین اونپر بغاوت کا الزام نہ لگایا جاوے - ذیل کی دلچسپ کیفیت سے جو صوبہ کوانگ سی کے حاکم نے ۱۷۸۲ء مین شہنشاہ چین کے پاس روانہ کی - اس امر کی صداقت کا فیصلہ ہوسکتا ہے -

کیفیت یون شروع ہوتی ہے - "خدمت شہنشاہ مین یہ ادب ملتمس ہون کہ ایک آوارہ گرد ہان فویون نامی صوبہ کوانگ سی کا باشندہ بجرم آوارہ گردی گرفتار کیا گیا ہے - پیشہ دریافت کیئے جانے پر مجرم نے یہ بیان کیا کہ گذشتہ دس برس سے وہ برابر مختلف صوبجات مملکت مین اپنے مذہب کی کیفیت دریافت کرنے کے واسطے سفر کرتا رہا ہے - تیس ۳۰ کتابین اسکے ایک صندوق سے برآمد ہوئین جنمین سے بعض اوسکی خود لکھی ہوئی تھین اور باقی ایسی زبان مین تھین جسکو یہان کوئی نہین سمجھ سکتا - ان کتابون مین نہایت مبالغہ سے اور ایسی طرز مین جسکے پڑھنے سے ہنسی آتی ہے - ایک مغربی بادشاہ کی جسکا نام محمدؐ ہے تعریف کیگئی ہے - مجرم ہان فویون جب شکنجہ مین کھنچا گیا تو آخر کار اوسنے اقرار کیا کہ مقصد اصلی اسکے سفر کا یہ تھا کہ وہ اپنے (جھوٹے) مذہب کو جسکی تعلیم ان کتابون سے ہوتی تھی لوگون مین رواج دے - صوبہ شانسی مین بہ نسبت اور مقامات کے وہ زیادہ عرصہ تک مقیم رہا - مینے خود ان کتابونکا جو اوسکے پاس سے برآمد ہوئین امتحان کیا - بعض بلاشبہہ غیر زبان مین ہین کیونکہ مین انکو بالکل نہین سمجھ سکا - باقی جو چینی زبان کی ہین وہ نہایت خراب ہین - چونکہ ان کتابون مین ایسے اشخاص کی بے انتہا تعریف کیگئی جنکو مین ہرگز اسوجہ سے قابل مدح نہین سمجھتا کہ مینے کبھی پیشتر اونکا ذکر بھی نہین سنا اسلیئے مین انکے بارہ مین یہ کہہ سکتا ہون کہ وہ قابل تضحیک ہین - میری راے مین مذکورہ بالا مجرم ہان فویون شاید صوبہ کانسوہ کا کوئی باغی ہے یقینی اسکے افعال سے گمان بد پیدا ہوسکتا ہے کیونکہ معلوم نہین ہوتا کہ اوس ہرزہ گردی سے

جسمین گذشتہ دس برس تک وہ مبتلا رہا اوسکا مقصد اصلی کیا تھا - میرا ارادہ
اس معاملے مین بخوبی تفتیش کرنیکا ہے - اب مین شہنشاہ سے ملتجی ہون کہ اُن کندہ چوبی
تختیون کے برآمد کرنے کا (جنسے یہ کتابین چھاپی جاتی ہین) جو مجرم کے رشتہ دارون کے
قبضہ مین ہین اور اونکو عوام الناس کے سامنے جلانے کا حکم صادر فرمایا جاوے - جو کتابین
شہنشاہ کی خدمت مین بھیجنے اس درخواست سے روانہ کی ہین کہ مرضی خاقان سے مطلع کیا جاؤن
اونکے مصنفون اور کندہ کرنے والون کیواسطے بھی حکم گرفتاری جاری ہونے کی التجا کرتا ہون "-
یہ درست ہے کہ مسلمان داعی اسلام (بحکم شہنشاہ) رہا کر دیا گیا - اور حاکم صوبہ پر بہت کچھ الزام
عاید ہوا لیکن اس واقعہ سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ علانیہ اشاعت اسلام مین بہت خدشے ہین -
اگرچہ ہر سال بت پرستونکی ایک تعداد مسلمان ہو جاتی ہے لیکن یہ تبدیلی مذہب باہستگی اور ایسی
ہدایتون سے جو خیالات مین زیادہ مخل نہون وہ لوگ پیدا کرتے ہین جنکے کام بظاہر اشاعت
مذہب سے متعلق نہین ہوتے - زمانہ حال مین زیادہ لوگونکا دفعتاً مسلمان ہو جانا انھین
وجوہات سے کم وقوع مین آیا ہے - گذشتہ صدی مین البتہ جبکہ بغاوت زنگریہ ۱۸۵۰ء
مین فرو کیگئی اور ملک کے مختلف حصونمین سے دس ہزار فوجی آدمی معہ اپنے کنبون کے
(جنکا اور بہت لوگون نے ساتھ دیا) زنگریہ مین آباد ہونیکے واسطے روانہ کیئے گئے تو ان
سب نے گرد و نواح کے باشندون کا جو مسلمان تھے مذہب اختیار کر لیا -
شہرون مین مسلمان اپنے محلّے جدا قایم کرتے جاتے ہین - جب کسی محلہ مین کافی تعداد مسلمانونکی
ہو جاتی ہے تو پھر کسی ایسے شخص کو جو مسجد مین نہ جاسکے اپنے محلے مین نہین رہنے دیتے -
ملک چین مین اسلام کو مسلمانونکی اُس توجہ اور مستعدی سے اور بھی زیادہ فیروزمندی ہوئی جو
انھون نے ایسے صوبجات کے دوبارہ آباد کرنے مین ظاہر کی جو ملک چین کی اکثر نازل

ہونیوالی بلاؤن سے بالکل ویران ہو جاتے ہین - ایّام قحط مین مسلمان - غریب ماباپون سے اونکے بچّے خرید کر مسلمان کر لیتے ہین - جب وہ جوان ہو جاتے ہین تو اونکی شادیان کر دیتے ہین - رہنے کے لیئے گھر دیتے ہین اور گانؤن کے گانؤن ان نومسلمون سے آباد کر دیتے ہین سنہ ۱۸۷۹ء کی قحط سالی مین جسنے صوبہ کوانگ ٹنگ کو بالکل برباد کر دیا تھا مسلمانون نے دس ہزار بچّے اُنکے ماباپ سے جو بوجہ افلاس کے اونکی خبر گیری سے معذور اور بضرورت اپنی اولاد سے جدا ہونے پر مجبور تھے - خریدے[†] - نومسلمون مین مذہب کو زندہ رکھنے کی بڑی کوشش کیجاتی ہے - غریب سے غریب نومسلم کو بھی ابتدا سے منظوم رسالون سے عقائد اسلام کی تعلیم دیتے ہین[††]

اگرچہ مسلمانان چین کے ہان اشاعت اسلام کے واسطے کوئی مقررہ ضابطہ نہین ہے لیکن دعوت اسلام کا جوش جو اونکے دلون مین موجزن ہے لوگون کے علی التواتر دین محمدی پر ایمان لانیکے سلسلے کو ہمیشہ قایم رکھتا ہے اور اونکو یہ اطمینان اوسوقت کا منتظر کر دیتا ہے جبکہ انجام کار - دین نبوی طول و عرض دیار چین مین نباتت واحد حکمران ہوگا -

بلاشبہہ ایک صاحب فکر کے ان دانشمندانہ الفاظ مین بہت کچھ سچائی ہے - "براعظم ایشیا مین ملک چین کی آیندہ منزلت کا فیصلہ زیادہ تر اس مرتبہ پر منحصر ہے جو آیندہ دین اسلام کو قلمرو چین مین حاصل ہوگا"[†††]

---

† *Anderson's Chinese Mohammedans. ib. p. 151.*

†† *The Churchman. January 1888. p. 175. London.*

††† *Edinburgh Review. April 1880. p. 360. Mommedanism in China.*

مجمع الجزایر میلے

زمانۂ حال سے گذشتہ چھ سو برس کے واقعات جو جزائر میلے کی تاریخ مین پائے جاتے ہین اُس اشاعت اسلام کے تذکرہ کیواسطے جو دعاۃ اسلام کی کوششون کے بارے مین ہے۔ ایک نہایت دلچسپ باب مہیا کرتے ہین۔ اس زمانہ مین اسلامی دعاۃ کی دوامی کوششونکی شہادتین جو مشرقی جزائر ہند کے کسی نہ کسی جزیرے مین نہایت سرگرمی سے جاری رہین دستیاب ہوتی ہین۔ ابتداے زمانہ مین ہر ایک موقعہ پر انکو اپنا کام صرف بزور ہدایت بغیر والیان ملک کی امداد اور سرپرستی کے انجام دینا پڑا اور اکثر موقعون پر انکو شدید مخالفتونکا جو خاصکر باشندگان اسپین کی جانب سے ہوئین۔ مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن باینہمہ مشکلات اور کم و بیش کامیابیون کے انھون نے نہایت جانفشانی اور استقلال سے اپنے مقاصد کو حاصل کرلیا اور اپنے کام کو جہان وہ ناکافی یا ناتمام رہگیا تھا خاصکر زمانۂ حال مین تکمیل کو پہونچادیا۔ دعاۃ اسلام کے کام ذیل کے مختصر بیان سے معلوم ہوجاوینگے۔

" اُس زمانہ سے جبکہ باشندگان جزایر نے بکثرت اسلام قبول کیا۔ سابق مین۔ مسلمان تاجر (خاصکر عرب) جزیرہ سماٹرا کے مشہور بندرگاہون اور قریب کے ملکون مین آباد ہوگئے تھے۔ اور اس سرزمین پر انھون نے وہ بیج ڈالا تھا جسکے درخت پھل پھول کر ایکدن کثرت سے بارآور ہونیوالے تھے سنہ ۱۲۷۶ء مین شہزادہ ملاکا مع اپنی رعایا کی ایک کثیر تعداد کے۔ رسول خداؐ کی تلقین پر ایمان لایا۔

سنہ ۱۲۹۲ء مین جب مارکوپولو جزیرۂ سماٹرا مین آیا نو شہر پارلک کے باشندے

اسلام قبول کر چکے تھے - لیکن دیہات کے لوگ اور جزیرے کے دیگر باشندے ابھی تک بت پرست تھے - آیندہ نصف صدی کے عرصہ مین اس نئے مذہب نے بہت نمایان ترقی کی سنہ ۱۳۴۶ء مین ابن بطوطہ جب مقام سمدرا مین آیا - (جو جزیرہ سماٹرا کے شمالی ساحل پر واقع تھا -) تو اُسنے وہانکے سلطان کو نہایت خدا پرست اور دلسوز حاکم پایا [†] - آیندہ صدی (یعنی پندرھوین صدی عیسوی) کے آغاز مین سلطنت لمبری کی تمام رعایا مع بادشاہ کے مسلمان ہوگئی - جزیرہ جاوا مین مسلمانونکی چھوٹی چھوٹی جماعتین تقریباً چودہ سو کے آباد ہوگئین - لیکن ہندو سلطنت مجاپاہت کے زوال مین ابھی بہت زمانہ باقی تھا - اس بڑے واقعہ سے جو مطابق جاوا کی تواریخ کے سنہ ۱۴۷۸ء مین گذرا - اس جزیرہ کی تاریخ مین ایک جدید عہد شروع ہوتا ہے -

جب جاوا کی سلطنت مسلمانون کے قبضہ مین آئی - تو عرصۂ قلیل کے بعد یعنی سنہ ۱۴۹۵ء مین جلیل القدر شہزادہ ٹرناٹی نے جو علاوہ اس مقام کے اہل ماہیر - سرام - ایمبون - اور بونیبرو پر بھی فرمانروائی کرتا تھا - اسلام قبول کیا - اس عرصہ مین جزایر فلپاین اور جزیرہ برنیو مین اسلامی ریاستین قایم ہوگئین - اگرچہ بعض انمین سے باشندگان اسپین کے حملون سے تھوڑے ہی سے عروج کے بعد غارت ہوگئین - لیکن بعض اسوقت تک ایک درجہ خود مختاری کے ساتھ قایم ہین - سترھوین صدی عیسوی کے آغاز سے پیشتر اسلام کا قدم جزیرہ سلیبیز پر اچھی

---

† ذکر سلطان الجاوہ وهو السلطان الملك الظاهر من فضلاء الملوك وكرمائهم شافعي المذهب محب في الفقهاء يحضرون مجلسه للقراءة والمذاكرة وهو كثير الجهاد والغزو ومتواضع يأتي إلى صلوة الجمعة ماشيا على قدميه واهل بلاده شافعية محبون في الجهاد يخرجون معه تطوعا وهم غالبون على من يليهم من الكفار والكفار يعطونهم الجزية على الصلح ۱۲ (ابن بطوطه)

طرح نہ جم سکا۔ جزایر مکاسر اور ہیوگس کے باشندون کیواسطے بہت کم ایسے اسباب کی ضرورت باقی تھی جس سے وہ بت پرستی چھوڑکر بجاے اسلام کے مسیحی مذہب اختیار کر لیتے[†]۔"

اب ہم ان کارگذاریونکو جو دعاۃ اسلام سے عمل مین آئین تفصیلاً بیان کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ جزیرہ نما سے میلے مین آغاز اسلام کی صحیح تاریخ دریافت کرنی غیر ممکن ہے۔ اسمین شبہہ نہین کہ سنہ ہجری کی ابتدائی صدیون مین اُس زمانے سے پیشتر جسکے تواریخی حالات دستیاب ہوتے ہین۔ اوّل اوّل عرب تجار اسلام کوان جزایر مین اپنے ساتھ لائے۔ اس باتکا علم کہ عرب تجار مشرق مین زمانہ دراز سے تجارت کرتے تھے اس قیاس کو درجہ یقین تک پہنچادیتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدایش سے تقریباً ایک صدی پیشتر جزیرہ سیلون کی تجارت بالکل عربون کے ہاتھ مین تھی۔ ساتوین صدی عیسوی کے شروع مین جب تجارت بذریعہ سیلون ملک چین سے شروع ہوگئی اور اوسکو کمال ترقی ہوئی تو آٹھوین صدی عیسوی کے وسط مین عرب تاجر مقام کینٹن مین کثرت سے نظر آنے لگے۔ دسوین صدی عیسوی سے پندرھوین صدی تک تا وقتیکہ بحر الجزایر مین پرتگیز کا دخل نہوا۔ عرب مشرقی ملکون کی تجارت پر تمام و کمال قابض رہتے[††]۔ ان واقعات کی وجہ سے ہم کافی الیقین کے ساتھ قیاس کرسکتے ہین کہ عرب تجار نے جزائر میلے کے بعض جزیرون پر ضرور اپنی تجارت گاہین قایم کی ہونگی چنانچہ زمانہ سابق مین انھون نے اور مقامات پر بھی ایسا ہی کیا تھا۔ لیکن اہل عرب جغرافیہ دانونکی تصانیف مین ان جزیرونکا نوین صدی عیسوی سے پیشتر پتہ نہین چلتا۔ ملک چین کی

†H. Kern: *Over den invloed der Indische, Arabische, en Europeesche beschaving op de volken van den Indischen archipel. pp. 20, 21. Leiden. 1883.*

††G.K. Niemann: *Inleiding tot de Kennis van den Islam. p. 337. Rotterdam. 1861.*

تواریخ مین (سنہ ۱۲۷۴ء مین) ایک عرب حاکم کا تذکرہ ہے - جسکی نسبت آیندہ یہ قیاس کیا گیا ہے کہ وہ عربون کی بستی کا جو مغربی ساحل سماٹرا پر واقع تھی سردار تھا†-

اس امر پر غور کرنیسے کہ ان جزایر کے باشندون نے اسلام قبول کرنے مین کس امام کی پیروی کی ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ کچھ لوگ جنوبی ہندوستان سے بھی جزایر میلے مین مذہبی تعلیم و تلقین کے لئیے آئے - زیادہ تر باشندے ان جزیرون کے شافعی مذہب رکھتے ہین - موجودہ زمانہ مین ہندوستان کے سواحل کورومنڈل اور ملیبار پر بھی یہی مذہب کثرت سے رائج ہے - چودھوین صدی عیسوی مین جب ابن بطوطہ ان سواحل پر آیا تب بھی اسی مذہب کا زیادہ رواج تھا††- پس جب یہ دریافت ہوتا ہے کہ دیگر ممالک کے لوگ کثرت سے حنفی ہین تو اون مین شافعی مذہب کے رواج کی بابت یہی کہہ سکتے ہین کہ وہ ساحل ملیبار سے اونمین پہنچا†††- اس ساحل کے بندرگاہون پر جاوا - چین - فارس - اور یمن کے تاجرونکی کثرت سے آمد و رفت رہتی تھی‡ - شیعی مذہب جسکی علامتین جزیرہ جاوا - اور سماٹرا مین پائی جاتی ہین - وہ بھی

†† مدینۃ هنور بکسر الهاء وفتح النون وسکون الواو وراء واهل مدینۃ هنور شافعیۃ المذهب هم صلحاء دین" (ابن بطوطہ)
مدینۃ منجرور بفتح المیم وسکون النون وفتح الجیم وفتح الراء وواو وراء (من بلاد ملیبار) وبها قاض من الفضلاء الکرماء شافعی المذهب یسمی بدر الدین المعبری ۱۲ (ابن بطوطہ)

‡ مدینۃ قالقوط بقافین وکسر اللام وضم القاف الثانی وآخرها طاء مهمل وهی احدی البنادر العظام ببلاد الملیبار یقصدها اهل الصین والجاوۃ وسیلان والمهل واهل الیمن وفارس ویجتمع بها تجار الآفاق ومرساها من اعظم مراسی الدنیا - ۱۲ (ابن بطوطہ)

† *Verhandelingen van het Bataviaasch Genootschap van Kunsten en Wetenschappen. XXXIX. p. 14. Batavia 1880.* (*W. P. Groeneveldt: Notes on the Malay archipelago and Malacca, compiled from Chinese sources.*)

†† *Voyages d' Ibn Batoutah, ed. C. Defremery and B. R. Sanguinetti IV. pp. 66, 80.*

††† *P. J. Veth: Java, geographisch, ethnologisch, histo-risch. II. p 185. Haarlem. 1878.*

‡ *Ibn Batoutah, ib. p. 89.*

ہندوستان سے یہان پہونچا - ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ سلطان سمدرا کے تخت دہلی سے
دوستانہ تعلقات پیدا ہوگئے تھے - اور اس خدا پرست بادشاہ کے فقہا مین سے جنکو وہ بہت عزیز
رکھتا تھا کئی عالم عجمی نسل کے تھے† - ملک دکن کے تاجر جنکے توسل سے مسلمان ریاستون اور جزایر
میلے مین تجارت ہوتی تھی قدیم زمانہ سے ان جزایر کے مشہور بندرگاہونمین جہان تجارت کا زور تھا
کثرت سے آباد ہوگئے تھے اور اپنے مذہب کی بنیاد انھون نے وہان ڈالدی تھی†† - ان جزیرون
مین نومسلمون کے وجود کا باعث جنکا ذکر قدیم اسلامی کتب تواریخ مین بھی ملتا ہے یہی عرب
اور ہندی تاجر تھے - ایسے مقامات پر جو تجارت کے مرکز تھے یہ آباد ہوئے - وہانکے باشندون
سے شادی بیاہ کرنا شروع کردیا اور اپنی کافر بیبیون اور گھر کے غلامون کو مسلمان کرکے ایسی
اسلامی جماعتین قایم کین جسکے ہر شخص نے مسلمانونکی تعداد بڑھانے مین حتی المقدور کوشش
کرنے کو اپنا فرض سمجھا -

اب ہم ان طریقونکو بیان کرتے ہین جو تاجر دعاۃ اسلامی نے جزایر فلپائن مین مسلمان

---

† کتب بھرہ نایب صاحب البحر الی السلطان نعرفہ بقدومی فامر الامیر دولستہ بلقائی والقاضی الشریف امیر سید الشیرازی وتاج الدین الاصبہانی وسواہم من الفقہاء فخرجوا لذلک وجاؤا بفرس من مراکب السلطان وافراس سواہ فرکبت ورکب اصحابی ودخلنا الی حضرۃ السلطان وہی مدینۃ سمطرۃ بضم السین المہمل والمیم وسکون الطاء وفتح الراء ومدینۃ حسنۃ کبیرۃ علیہا سور خشب وابراج خشب ۱۲ (ابن بطوطہ)
قال ابن بطوطہ لما سکن فی بستان السلطان" - ثم جاء الامیر دولستہ بجاریتین وخادمین وقال لی یقول لک السلطان ہذا علی قدرنا لا علی قدر سلطان محمد - ثم قال فی موضع اخر" دخلت الی السلطان فوجدت القاضی امیر سید والطلبۃ عن یمینہ وشمالہ فصافحنی وسلمت علیہ واجلسنی عن یسارہ وسألنی عن السلطان محمد وعن اسفاری ۱۲ (ابن بطوطہ)

† *Ibn Batoutah, ib. p. 230, 234.*
†† *C. Snouck Hurgronje: De beteekenis van den Islam voor zijne belijders in Oost-Indië. p. 8-9. Leiden. 1883.*

کرنیکے واسطے اختیار کیئے۔ بلاشبہ اس سے یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ قدیم مسلمان تاجر کیونکر اپنے کام کو انجام دیتے تھے۔

"اس غرض سے کہ اسلام کا چرچا زیادہ خوش اسلوبی سے ہو یہ لوگ ملک کی زبان سیکھتے تھے اور بہتسی رسوم وہانکے باشندون کی اختیار کرلیتے تھے۔ اونکی عورتون سے نکاح کرتے تھے۔ بہت بہت سے غلام خریدکر اپنی شخصی اقتدار بڑھاتے تھے۔ یہانتک کہ ملک کے بڑے بڑے لوگون سے جو نہایت عالی رتبہ خیال کیئے جاتے تھے۔ خوب خلط ملط ہوجاتے تھے۔ چونکہ اپنے کام کو۔ برخلاف وہانکے باشندون کے نہایت اتحاد و لیاقت اور انتظام کے ساتھ انجام دیتے تھے اسوجہ سے اونکی قوت بتدریج بڑھتی جاتی تھی۔ آپسمین متفق ہوکر سازش کرلیتے تھی۔ اور پھر بوجہ ثروت حکومت قایم کرلیتے تھے جو نسلاً بعد نسلٍ اونمین چلتی تھی۔ اگرچہ ان آپسکی سازشون سے انکو بہت قوت حاصل ہوجاتی تھی تاہم ملک کے عالی رتبہ لوگون سے اونکو دوستانہ تعلقات رکھنے ضروری ہوتے تھے اور ان قومونکو جنکی مدد کے بغیر انکا کام نہین چلسکتا تھا اپنا محافظ تسلیم کرنیکی احتیاج ہوتی تھی"[†]۔ معلوم ہوتا ہے کہ انھین طریقون سے مسلمانون نے مختلف مقامات پر آباد ہوکر اشاعت اسلام کی پولیٹکل اور سوشل دونون اعتبار سے نہایت مستحکم بنا ڈالی۔ جسطرح سولھوین صدی عیسوی مین سپین کے باشندے فاتح بنکر یہان آئے مسلمان نہین آئے۔ نہ انھون نے اپنے مذہب کے رواج دینے کیواسطے تلوار پکڑی۔ نہ وہانکے اہلی باشندونکو ذلیل خوار اور تنگ کرنیکے واسطے اپنے تئین خواہ مخواہ کسی بالادست اور سربرآوردہ قوم کا آدمی بتایا۔ بلکہ صرف سوداگری کے لباس مین آئے اور اپنی تہذیب اور عمدہ لیاقتون سے۔ بجاے اسکے کہ وہ شخصی عظمت اور دولت حاصل کرنے مین صرف کیجاتین۔

† C. Semper: Die Philippinen und ihre Bewohner. p. 67. Würzburg. 1869.

اسلام کی خدمت کی† ان امور کو جو انھون نے اپنی استعانت کیواسطے اختیار کیئے۔ مد نظر رکھکر ہمکو بتفصیل اوّل کوششون پر غور کرنا چاہیئے جو اشاعت اسلام کیواسطے مختلف جزیرون مین دُعاۃ اسلام سے عمل مین آئین۔ ان مختصر تاریخی حالات سے جو ہمنے بیان کیئے ہین یہ دریافت ہوجاویگا کہ اسلام بحر الجزایر ملیے مین مشرق کیجانب بتدریج ترقی کرتا گیا۔ اگرچہ ہمارے پاس کوئی ذریعہ یہ معلوم کرنیکا نہین ہے کہ اسلامی دُعاۃ وہان کب پہنچے اور کس مقام پر اوّل قیام پذیر ہوئے۔ (البتہ جاوا کی نسبت وہانکے مورخ لکھتے ہین کہ اسلام مشرقی سرحد سے پھیلنا شروع ہوا اور غرب کیجانب بڑھتا گیا) لیکن قدرتی طور پر ہمکو خیال ہوتا ہے کہ اُن مقامات پر جو اسلامی بستیون سے قریب تر ہونگے اسلام کا اثر پہلے ہوا ہوگا۔ اسیوجہ سے یہ مناسب ہوگا کہ آیندہ حالات مین یہی ترتیب اختیار کیجاوے۔

ملیے کی ایک تاریخ†† کے مطابق پہلا مُسلمان بادشاہ اچین کا (جو سماٹرا کے بالکل شمال مین ہے اور اس جزیرے مین سب سے زیادہ قریب مقام ہندوستان اور عرب سے ہے) عین اس زمانہ مین گذرا جبکہ اسلام مشرق اور مغرب مین زوال پذیر ہونا شروع ہوگیا تھا یعنی چند سال پیشتر ۱۲۵۸ء سے جبکہ مغلونکا بغداد پر قبضہ ہوگیا اور خاندان عباسیہ کو زوال ہوا اور کچھ پہلے اس واقعہ سے جبکہ فرڈینڈ اور ت لی اون وکیسٹیل نے مسلمانونکو قرطبہ سے نکالدیا۔ جزایر ملیے مین دعوت اسلام قبول کرنے کی اوّل مثال اسی بادشاہ کی ہے۔ مگر کرنل یول کے مطابق اس امر کی شہادت قابل اعتبار نہین اسواسطے کہ مارکو پولو نے جو اس جزیرے مین ۱۲۹۲ء مین پہونچا مسلمانونکا کچھ ذکر نہین کیا ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ وہانکے آدمی بت پرست وحشی تھے۔ کرافرڈ نے

† *John Crawfurd: History of the Indian Archipelago Vol. II. p.265. Edinburgh. 1820.*

†† *The Book of Marco Polo, edited by Col. Henry Yule Vol. II. p.230. London. 1871.*

تاریخ میلے کے بیان کو تسلیم کیا ہے اور اچینیونکا مسلمان ہونا سنہ ۱۲۸۲ع مین لکھا ہے۔
چودھوین صدی کے آغاز مین مار اسیلو نے جو سمدرا کا بادشاہ تھا اسلام قبول کیا۔ اور ملک الصالح خطاب اختیار کیا۔ شاہ اچین کی لڑکی سے شادی کی جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے اس خیال سے کہ دونونکو راج کا مالک بنائے اوسنے علاوہ اپنی ریاست کے شمالی ساحل پر شہر پاسی کی ریاست اور قایم کی۔ سنہ ۱۳۴۵ع کے قریب جب ابن بطوطہ جزیرہ سماٹرا مین آیا تو ملک الصالح کا بڑا لڑکا ملک الظاہر شہر سمدرا کا بادشاہ تھا۔ شاہان اسلام کیطرح تزک اور شان سے سلطنت کرتا تھا۔ ساحل پر اسکی ریاست اتنی دور دراز تھی کہ کئی دن کے سفر مین طے ہوتی تھی نہایت پرجوش اور باشرع مسلمان تھا۔ علماے دین سے مسائل فقہ پر مباحثے کرنے کا بڑا شایق تھا۔ علاوہ ان خوبیون کے بڑا شجاع تھا۔ کافرون پر جو اسکے ملک کے قریب رہتے تھے جہاد کیا اور فتح پائی۔ مفتوحین نے اطاعت قبول کی اور خراج دینا منظور کیا۔†
ہم بالکل صحت کے ساتھ نہین کہہ سکتے کہ مار اسیلو کو شیخ اسمعیل نے جسکو شریف مکہ نے چودھوین صدی عیسوی کے آغاز مین سماٹرا مین اسلام کی تلقین کیواسطے بھیجا تھا مسلمان کیا۔ مصنف ڈوزی لکھتا ہے کہ شمالی ساحل پر لوگون نے شیخ اسمعیل کی تلقین سے اسلام قبول کیا۔††

† سلطان الجاوہ وھو السلطان الملک الظاہر من فضلاء الملوک وکرمائہم شافعی المذہب محب فی الفقہاء یحضرون مجلسہ للقراءۃ والمذاکرۃ وھو کثیر الجہاد والغزو ومتواضع یاتی الی صلوٰۃ الجمعۃ ماشیا علی قدمیہ واھل بلادہ شافعیۃ محبون فی الجہاد یخرجون معہ تطوعا وھم غالبون علی من یلیہم من الکفار والکفار یعطونہم الجزیۃ علی الصلح ۱۲

(ابن بطوطہ)

† *Ibn Batoutah ib. p. 230-1.*
†† *R. Dozy: Essai sur l' histoire de l' Islamisme. p. 385. Leiden. 1879.*

تواریخ میلے مین دعاۃ کے آنیکا حال یون مذکور ہر کہ ساحل ملیبار سے رخصت ہونیکے بعد اوّل مقام
جہان وہ پہونچے - پاسوری تھا - یہ مقام جزیرے کے مغربی ساحل پر کچھ جنوب مین واقع ہر -
اسجگہہ کے باشندون نے اسلام قبول کر لیا - پھر یہ دعاۃ لمبری کو جو آچین اور سمدرا کے درمیان
شمالی ساحل پر آباد ہے روانہ ہو گئے - یہان بھی اونکی کوششین کامیابی سے تاجدار ہوئین اور
رفتہ رفتہ کل جزیرہ نہایت امن و امان کے ساتھ مسلمان ہو گیا[†] - ملک چین کا ایک سیّاح جو ۱۴۱۳ء
مین جزیرہ سماٹرا مین سفر کر رہا تھا لکھتا ہے کہ اس جزیرے مین قریب ایکہزار خاندان کے آبادی ہے
اور یہ سب مسلمان ہین اور نہایت اچھے لوگ ہین - ملاکا کے مقابل مین ریاست آرو ہے - وہانکی
رعایا اور بادشاہ بھی مسلمان ہین[††] - کرافورڈ نے جزیرے سماے میلے کے باشندون کے مسلمان
ہونیکا زمانہ ۱۲۷۶ء لکھا ہے - تمام جزایر مین انکے بہترین مسلمان ہونے کی شہرت ہے - عربون
اور مشرقی ساحل ہند کے مسلمانونکی قدیم آمد و رفت - ہندو - بدھ - عیسائی - اور بت پرستون کے
رات دن کے میل جول نے اونکو کشادہ دل اور بےتعصب مسلمان بنا دیا ہے - لیکن مذہب کے اصلی امور
پر نہایت مستحکم ہین اور فرایض دین کے ادا کرنے مین خاصکر حج اور صوم کے سخت پابند ہین - دنیوی
بہبود کے ساتھ ہی مذہبی امور کا خیال بھی رکھتے ہین - جب کسی گاؤن مین چالیس سے زیادہ گھر آباد
ہو جاتے ہین اور وہ جدید بندوبست کے قابل سمجھا جاتا ہے تو حکام کے شمار مین جو وہانکے واسطے
تجویز ہوتے ہین ایک واعظ بھی ہوتا ہے ریاست کی طرف سے ایک مسجد بنائی جاتی ہے اور نماز ادا کیجاتی ہے[†††]
جاوا مین اسلام نے بہ نسبت اور جزایر کے بعد مین رواج پایا - اور آہستہ آہستہ ترقی کی - عرب تجار

† Yule's Marco Polo, ib. p. 245.

†† Groeneveldt: Notes on the Malay Archipelago. ib. p. 94.

††† Major .. Mc. Nair: Perak and the Malays. p. 226-9. London. 1878.

کو یہان اُس ہندی تہذیب کا مقابلہ کرنا پڑا جو ہندوستان سے وہان پہونچی تھی - اسکے قوانین اور آئین عربون سے بالکل مختلف تھے یہانتک کہ حال مین ان مقامات پر بھی جہان اسلام کی حکومت سب پر حاوی ہے اسلامی احکام کی کامل طور سے تعمیل نہین ہوتی اُن لوگونمین جو میلے رسوم کے طرفدار اور پابند ہین اور حاجیون مین جو کہ معظمہ کے سفر سے واپس آنکر اسلام کے ضوابط کی سختی کے ساتھہ پابندی چاہتے ہین ہمیشہ ناچاقی رہتی ہے -

اشاعت اسلام کے مفصل حالات کچھہ تو بالکل ہی دریافت نہین ہو سکتے اور کچھہ غیر معتبر قصون اور افسانون کے لباس مین پوشیدہ ہمارے سامنے آتے ہین - میلے کی تواریخ جہان شروع شروع کی دعاۃ اسلام کے کام بیان کرنیسے مراد رکھتی ہے جو بلاشبہہ اونکے آبا و اجداد سے صدیون کے عرصہ مین وقوع مین آئے - اسطرح لکھتی ہے کہ گویا وہ چند سال کے واقعات ہین - معمولی کتب تواریخ مین اکثر چند مشہور اور معروف لوگون کے ساتھہ تمام ناموری منسوب کردی جاتی ہے جو درحقیقت اونکے گمنام باپ دادا کی برسون کی محنت اور جانفشانی کا ثمرہ ہوتی ہے † چند صدیون تک بلاشبہہ اسلام نے تاجرون اور چھوٹی چھوٹی بستیون کے مسلمان حاکمون ہی کی کوشش اور محنت سے جزیرہ جاوا مین رواج پایا - کیونکہ اس جزیرے مین کوئی خاص اسلامی حکومت ایسی نہ تھی جو اپنے وسیلہ سے مذہب کو قوت بخشتی یا جنگ و جدل کے ذریعہ سے لوگون کو مسلمان کرتی †† مسلمان تاجرون نے ملک مین بود و باش اختیار کی - وہان کی زبان سیکھی اونکے آداب اور رسوم اختیار کیئے - اپنی کافر بیویون کو اور دیگر متعلقین کو جنسے روزمرّہ کا لین دین تھا مسلمان کرکے رفتہ رفتہ کُل جزیرے کے لوگونمین اپنے مذہب کا چرچا پھیلا دیا - الغرض

† C. Snouck Hurgronje: De Beteekenis van den Islam etc ib. p. 9.

†† Veth's Java. ib. Vol. I. p. 340.

خوب شیر و شکر ہو کر۔ اونکو اپنا ہم مذہب بنانے کی غرض سے اعلیٰ درجہ کی تہذیب اور ذہانت
کام مین لائے۔ احکام اور ضوابط مذہب مین جہان مناسب سمجھا ایسی کمی وبیشی کردی جس سے
لوگ جنکو وہ مسلمان کرنا چاہتے تھے مذہب کیطرف زیادہ مایل ہو جاوین † ۔ بیشک بکل کے عاقلانہ
قول سے (جو کرافرڈ کی تاریخ مین ایک محل پر سے کہا تھا) کہ دعاۃ اسلام نہایت مدبر ہوتے ہین"
ہم بالکل متفق ہین †† ۔ دعوت اسلام کی تحریک کے حالات جو جزیرہ جاوا مین وقوع مین آئے
زیادہ تفصیل کے ساتھ دریافت ہوتے ہین۔ اب ہم اُن حالات کو جو تواریخ جاوا مین اسلام کے قایم
ہونیکے بارے مین لکھے گئے ہین مختصر طور سے بیان کرینگے۔ اگرچہ یہ کتابین قصّون اور ایسی
باتون سے پُر ہین جو ایکدوسرے کو باطل کردیتی ہین۔ تاہم اسمین شبہہ نہین کہ تاریخانہ بنیاد پر
وہ ضرور قایم ہین۔ اس امر کا ثبوت قدیم برباد شہرون کے دیکھنے سے اور اُن کتبون کے پڑھنے
سے ہوتا ہے جو پہلے نامور لوگونکی (جنکا ذکر ان کتابون مین کیا گیا ہے) قبرون پر اسوقت
تک موجود ہین۔ اسوجہ سے ذیل کے تاریخی واقعات کو بغیر دیگر معتبر سندون کے بھی صحیح
تسلیم کرلینا چاہیئے۔ البتہ اسکی احتیاط ضروری ہے کہ شخصی کوششون مین زیادہ مبالغہ نکیا جاوے۔

اوّل اوّل جس شخص نے اس جزیرے مین اسلام کے پھیلانے کی کوشش کی وہ حاجی پروا
تھا یہ پجاجرن کے بادشاہ اوّل کا بڑا بیٹا تھا۔ غیرملکون سے تجارت کرتے کرتے ہندوستان مین
آیا۔ سفر مین عربون سے ملا اور اونکی ہدایت سے اسلام قبول کیا۔ جب اپنے ملک کو واپس آیا
تو ایک عرب داعی کی مدد سے اپنے بھائی اور کنبے کے لوگون کو مسلمان کرنا چاہا لیکن ناکام رہا۔

† *Crawfurd's Indian archipelago. ib. p. 275, 307.*
†† *Buckle's Miscellaneous and Posthumous Works, edited by Helen Taylor. Vol. I. p. 594. London. 1872.*

اسی مایوسی مین جنگل کی راہ لی - اور مفقود الخبر ہوگیا[†]

چودھوین صدی کی آخری نصف صدی مین ایک اور تحریک دعوت اسلام کی ہوئی جسکو
بہ نسبت سابق زیادہ کامیابی ہوئی - اس تحریک کے بانی مولانا ملک ابراہیم تھے - جو
جاوا کے مشرقی ساحل پر مع اپنے چند ہم مذہبون کے شہر گریسک کے قریب جزیرہ مدورا کے
مقابل آباد ہوگئے تھے - اپنا سلسلہ حضرت زین العابدین نبیرۂ اعظم رسول خدا سے بتاتے تھے -
اور راجہ چرمان کا اپنے تئین پھوپی زاد بھائی کہتے تھے - اس مقام پر بود و باش اختیار کر کے
انھون نے لوگونکو مسلمان کرنا شروع کردیا - تھوڑے عرصہ مین معتقدین کا ایک گروہ اپنے گرد جمع
کرلیا - کچھ عرصہ بعد راجہ چرمان[††] جو اونکا ماموں زاد بھائی تھا اونکے پاس اس امید سے آیا کہ ہندو
سلطنت مجاپامت کے بادشاہ کو مسلمان کرے اور اس سے موافقت قایم رکھنے کے لیئے اپنی
لڑکی نکاح مین دے - چنانچہ مولانا کے پاس پہنچتے ہی اُسنے اپنے بیٹے کو شاہ مجاپامت
کے پاس ملاقات قرار دینے کیواسطے روانہ کیا - اس اثنا مین خود ایک مسجد کی تعمیر مین مصروف ہوا
اور لوگونکو مسلمان کرتا رہا - الغرض دونون راجاؤنکی ملاقات ہوئی - لیکن پیشتر اس سے کہ وہ عمدہ
اثر جو آپسکی ملاقات سے اونمین پیدا ہوا عوام پر ظاہر ہو راجہ چرمان کے لشکر مین وبا پھیل گئی
راجہ کی لڑکی اور پانچ بھتیجے جو اُسکے ہمراہ آئے تھے اور بہت سے ساتھی ضائع ہوئے ناچار
راجہ چرمان اپنی دار السلطنت کو واپس آیا - اس بلاے ناگہانی نے راجہ مجاپاہت کا دل سے نئے

† Veth's Java. II. p. 143.

†† Sir Thomas Stamford Raffles: The History of Java.
Vol. II. pp. 103, 104, 193.
London. 1830.

†† چرمان کا اصل موقع معلوم نہین ہے - ذیل کے مولف کا خیال ہے کہ یہ مقام ہندوستان مین کہین واقع تھا -
Veth (II. p. 184)

مذہب کے قبول کرنیسے پھیر دیا - اوسنے خیال کیا کہ اگر یہ مذہب اچھا تھا تو کیون اُسنے اسپنے
بندونکو ایسی سخت آفت سے محفوظ نرکھا - مختصر یہ کہ اس اسلامی تحریک کو کامیابی حاصل نہوئی -
مولانا ابراہیم اوسی جگہہ مقیم رہے - اور اپنے اقربا اور ہم مذہبونکی قبور+ کی حفاظت کرتے رہے - اس
واقعہ کے اکیس برس بعد یعنی ۱۴۱۹ء مین انتقال کیا - شہر گریسک مین مدفون ہین - جاوا کے
اولین اولیاء اسلام مین سے مانے جاتے ہین - اور اونکے مزار کی اسوقت تک یہان بڑی تعظیم
کیجاتی ہے -

مولانا ابراہیم کے انتقال سے چھہ برس پیشتر (یعنی ۱۴۱۳ء مین) ایک چینی مسلمان
بحیثیت ترجمان شہنشاہ چین کے سفیر کے ہمراہ جاوا مین آیا - اپنی تصنیف "تذکرہ سواحل سمندر"
مین اوسنے مسلمانونکا ذکر کیا ہے - لکھتا ہے کہ "اس جزیرے مین تین قسم کے لوگ آباد ہین -
اوّل مسلمان ہین جو مغرب سے آکر آباد ہوئے ہین - اونکے لباس کی وضع عمدہ ہے - غذا پاکیزہ
کھاتے ہین - دوم چینی ہین جو اپنے ملک سے بھاگ کر یہان آئے ہین اور بود و باش اختیار کی ہے -
اونکے کھانے پینے کی چیزین بھی صاف اور ستھری ہین - اکثر نے انمین سے اسلام قبول کرلیا ہے -
جو مسلمان ہین وہ پابند شرع ہین - سوم یہانکے اصلی باشندے ہین - نہایت بدصورت اور عجیب
لوگ ہین - سر مین کنگھی تک نہین کرتے - ننگے پیر پڑے پھرتے ہین - بھوتون اور پریتون کو

+ موجودہ کیفیت ان قبور کی جنمین سے ایک کے کتبے پر عربی کی عبارت اسوقت تک نمایان ہے ذیل کے مصنف نے بیان کی ہے -

+*J.F. G. Brumund: Bijdragen tot de Kennis van het Hindoeïsme op Java. Verhandelingen van het Bataviaasch Genootschap van Kunsten en Wetenschappen. XXXIII, p. 185.*

Batavia, 1868.

پوجتے ہین - بدھ مذہب کی کتابون مین انکا ملک اُن ملکون مین شمار کیا جاتا ہے جنکو وہ بھتنون کا ملک کہتے ہین"†

اب ہم اوس عہد کے قریب آن پہونچے ہین جسمین اسلامی سلطنت جزیرۂ جاوا مین کامل طور سے قایم ہوگئی - یہ واقعہ اشاعت اسلام سے تقریبًا ایک صدی کے بعد ظہور مین آیا - اس امر کے ثابت کرنے کے واسطے کہ اسلامی حکومت عربون کے تعصبانہ جوش کیوجہ سے قایم نہین ہوئی - بلکہ صرف اس انحراف†† کی وجہ سے ہوئی جسکے پیدا کرنیکے واسطے جاوا کے اصلی باشندے نہایت سرگرم تھے ہمکو اس موقع پر تاریخی حالات تفصیلاً ضرور لکھنے ہونگے - جاوا کے باشندے باوجودیکہ مشترکہ مذہب رکھنے کیوجہ سے نہایت قوی ہوگئے تھے تاہم اپنے ہمقوم کافرون سے عنان حکومت چھیننے کے لیئے نہایت گرمجوشی سے متفق ہوگئے اور اس مقصد کو جہاد کی ترغیب سے نہین بلکہ ایک ایسے شخص کو اشتعال دلاکر حاصل کیا جسکو تخت گیری کی از حد تمنا تھی اور جو (شاہ مجاپاہت سے) ایک بدسلوکی کا سخت انتقام لینے کیواسطے بصد بیقراری آمادہ تھا - ملکی کیفیت جاوا کی یہ تھی کہ وسطا اور مشرق کے ممالک جو سب سے زیادہ دولتمند - کثرت سے آباد اور بلحاظ تہذیب سب سے زیادہ ترقی یافتہ تھے وہ ہندو سلطنت مجاپاہت کے تسلط مین تھے†††

---

† *Groeneveldt: Notes on the Malay archipelago. ib. pp. VII, 49-50.*

†† *H. Kern: Over den invloed der Indische, arabische en Europeesche beschaving op de volken van den Indischen archipel. p. 21. Leiden. 1883.*

††† *Veth: Java. II. pp. 186-198.*
Raffles: The History of Java. II. pp. 113-133. London. 1817.

بالکل مغرب مین ریاست چیری بون اور چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستین تھین باقی جزیرہ معہ اُن علاقہ جات کے جو گوشہ مغرب پر تھے شاہ پیجاجارن کے تحت مین تھا۔

شاہ مجاپاہت نے شہزادہ چمپا کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ چمپا ملک کمبوڈیا کی جو خلیج سیام کے مشرق مین واقع ہے ایک چھوٹی سی ریاست تھی۔ شہزادی کو شاہ مجاپاہت کی ایک حرم سے جس سے اوسکو بہت الفت تھی حسد اور کینہ پیدا ہو گیا۔ جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا تو اوس نے اوس عورت کو اپنے بیٹے آریادام کے پاس جو سماٹرا مین مقام پالیم بنگ کا حاکم تھا روانہ کر دیا۔ یہان پہونچکر اُسکے ہان ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام رادن پاتا رکھا گیا۔ حاکم پالیم بنگ نے اسکو اپنے بچون کیطرح پرورش کیا آیندہ یہ معلوم ہوگا کہ اس لڑکے نے جوان ہوکر کسقدر سخت انتقام اوس بدسلوکی کا لیا ہے جو شاہ مجاپاہت نے اوسکی ما کے ساتھ کی تھی۔ شہزادہ چمپا کی دوسری لڑکی کی شادی ایک عرب سے ہوئی تھی جو چمپا مین اسلام پر وعظ کہنے کیواسطے آیا تھا۔ اس سے شہزادی کے ہان ایک لڑکا پیدا ہوا جو رادن رحمت کے نام سے مشہور ہوا۔ (جاوا کے لوگ اوسکے خاص ولی اللہ ہونے کی وجہ سے نہایت تکریم کرتے ہین) رادن رحمت کے باپ نے اوسکو نہایت غور اور محنت سے دینیات کی تعلیم دی۔ جب اوسکی عمر بیس برس کی ہو گئی تو والدین نے چند خطوط اور تحفہ دیکر اوسکو اُسکے خالو راجہ مجاپاہت کے پاس بھیجا۔ راستہ مین پالیم بنگ مین وہ متقیم ہوا اور آریادام کا دو مہینے تک مہمان رہا۔ رادن رحمت نے اسکو قریب قریب مسلمان کر لیا۔ لیکن رعایا کے خوف سے جو اپنے قدیم مذہب مین پختہ تھی آریادام علانیہ اسلام قبول نکر سکا۔

پالیم بنگ سے چلکر رادن رحمت شہر گریسک مین آیا۔ ایک عرب داعی نے جسکا نام شیخ مولانا جمادی الکبرا تھا ایک نعرۂ پُر جوش سے کہ مشرقی جاوا کا ولی اللہ یہی ہے۔ اُسکا استقبال کیا۔ اور پیشین گوئی کی کہ کفر کے زوال مین اب دیر نہین ہے اُسکی جانفشانی کا اجر اسکو یہی ملیگا کہ خلق خدا دین برحق پر ایمان لاویگی۔ رادن رحمت جب مجاپاہت

مین پہونچا تو بادشاہ اور شہزادی اُس سے نہایت خاطر سے پیش آئی - بادشاہ نے اگرچہ خود اسلام قبول کرنیکا منشا ظاہر نہ کیا لیکن رادن رحمت سے اُسے ایسا اُنس ہوگیا کہ شہر امپل مین جو مشرقی ساحل پر شہر گریسیک سے کچھ جنوب مین واقع ہے اسکو تین ہزار خاندانونکا حاکم بنا دیا - مذہبی فرایض کے ادا کرنے کی اور اُن لوگون کے مسلمان کرنے کی جو اسلام پسند کرین عام اجازت دیدی - تھوڑے ہی عرصہ مین رادن رحمت نے اُن لوگونکو جنپر حاکم مقرر ہوا تھا کثرت سے مسلمان کرلیا -

اسطرح شہر امپل جزیرہ جاوا مین خاص دار الاسلام بنگیا - رادن رحمت کی شہرت جو نہایت محنت اور جانفشانی سے لوگونکو مسلمان کرنے مین مصروف تھا دور دور ہوگئی - ان خبرون کے سُننے سے ایک شخص مولانا اسحٰق نامی شہر امپل مین رادن رحمت کی اعانت کیواسطے آیا - حاکم امپل نے اسکو سلطنت بالم بنگن مین جو سرحد جاوا پر گوشہ مشرق پر واقع تھی - اسلام کی تعلیم کیواسطے تعینات کیا - مولانا اسحٰق نے یہان پہونچکر بادشاہ بالم بنگن کی بیٹی کو ایک سخت عارضہ سے نجات دی - احسانمند باپ نے اس سلوک کے عوض مین مولانا سے اپنی لڑکی کی شادی کردی - شہزادی نے نہایت شوق سے اسلام قبول کیا - بادشاہ نے یہ گوارا کیا کہ اسکو بھی مذہب کی تلقین کیجاوے - مولانا اسحٰق سے پہلے وہ یہ وعدہ کرچکا تھا کہ اگر شہزادی کو اُسکے علاج سے شفا ہوئی تو وہ خود بھی علانیہ مسلمان ہوجاویگا - لیکن جب مولانا نے بادشاہ کو ایفاے وعدہ کے لیئے مجبور کرنا چاہا تو اوسنے مولانا کو اپنے ملک سے نکلوادیا اور اوس بچے کے قتل کا حکم جو شہزادی کے ہان عنقریب پیدا ہونیوالا تھا پہلے ہی سے دیدیا - بچے کے پیدا ہوتے ہی شہزادی نے اُسے پوشیدہ شہر گریسیک مین ایک مالدار مسلمان بیوہ† کے پاس بھجوادیا - اس نیک بی بی نے ما کی طرح بچے کو پرورش کیا -

† باشندگان جاوا اس نیک بی بی کی اسوقت تک بڑی عزت کرتے ہین اور اُسکے مزار کی زیارت کیواسطے کثرت سے جاتے ہین

† See Brumund. ib. p. 186.

تعلیم وتربیت دی۔ جب اوسکی عمر بارہ۱۲ برس کی ہوئی تو اسکو رادن رحمت کے سپرد کیا۔ رادن رحمت نے جب اُس لڑکے کے کُل حالات معلوم کیئے تو اوسکا نام رادن پاکو رکھا۔ اور اپنی لڑکی سے اوسکا نکاح کردیا۔ مقام گری مین جو شہر گریسک سے جنوب مغرب مین ہے رادن پاکو نے ایک مسجد تعمیر کی۔ یہان اوسنے ہزارہا آدمیونکو مسلمان کیا۔ لوگونمین اوسکا رسوخ ایسا بڑھگیا کہ جب رادن رحمت کا انتقال ہوا تو شاہ مجاپاہت کو مجبوراً اوسے شہر امپل اور گریسک کا حاکم بنانا پڑا سلطنت مجاپاہت کی بربادی کے پانچ برس بعد یعنی ۱۴۸۳ء مین رادن پاکو نے بھی انتقال کیا۔

اس اثنا مین شہر گریسک مین دعاۃ اسلام کی کئی جماعتین مختلف مقامات پر روانہ کیگئین رادن رحمت کے دو لڑکے ساحل شمال مشرق پر مختلف مقامات مین سکونت پذیر ہوگئے۔ ہزارہا بندگان خدا کو مسلمان کرکے ناموری حاصل کی۔ رادن رحمت نے بھی ایک داعی جسکا نام شیخ خلیفہ حسین تھا جزیرہ مدورا مین بھیجا۔ خلیفہ حسین نے یہان پہونچکر بہت لوگونکو مسلمان کیا اور ایک مسجد تعمیر کی۔

مغربی علاقہ جات مین شیخ نورالدین ابراہیم بن مولانا اسرائیل جو بحر الجزایر مین بہت سی سیر و سیاحت کے بعد مقام چیری بون مین ۱۴۱۲ء مین سکونت پذیر ہوگئے تھے وہانکے باشندون کو کثرت سے مسلمان کرتے رہے۔ ایک مبروص عورت کو اونکے علاج سے شفا ہوئی اسوجہ سے اونکو بہت شہرت ہوئی اور ہزارہا آدمی اسلام پر ہدایت پانے کی غرض سے اونکے پاس آنے لگے۔ اوّل اوّل قرب وجوار کے سردارون نے اس تحریک کی مخالفت کرنیکا ارادہ کیا۔ لیکن مخالفت کو بے سود سمجھکر وہ بھی اوسی مجمع مین شامل ہوگئے اور اکثر نے اسلام قبول کرلیا۔

اب ہم آریا دامر حاکم پالم بینگ کا ذکر پھر چھیڑتے ہین۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اوسنے اپنے بچونکو اوسی مذہب کی تعلیم دی جسپر وہ خود رعایا کے خوف سے علانیہ ایمان نہ لاسکا تھا۔

اوسنے رادن پاتا کو جسکی عمر اب بیس برس کی ہو گئی تھی اور اپنے بیٹے رادن حسین کو جو رادن پاتا
سے دو برس چھوٹا تھا اور اُسکا دودھ شریک بھائی تھا جزیرۂ جاوا کو روانہ کیا۔ پالم بینگ سے
روانہ ہوکر شہر گریسک مین اُترے۔ رادن پاتا نے اپنی قرابت کا خیال کرکے اور اُس بدسلوکی کو یاد
کرکے جو اُسکی ماں کے ساتھ کیگئی تھی رادن حسین کے ہمراہ مجاپاہت جانیسے انکار کیا۔ اور امپیل
مین رادن رحمت کے پاس مقیم ہوگیا۔ رادن حسین شہر مجاپاہت کو روانہ ہوا۔ یہان اوسکی بڑی
تعظیم کیگئی اور بحکم شاہی فوراً ایک علاقہ کا افسر ہوگیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد بادشاہ نے
اوسکو اپنے لشکر کا جرنیل مقرر کردیا۔

اس اثنا مین رادن پاتا نے رادن رحمت کی پوتی سے شادی کرلی۔ اور مقام بنتارا مین
جو نہایت مرطوب قطع مین شہر گریسک سے جانب غرب واقع تھا اور قدرتی طور پر دشمنون کی
زد سے محفوظ تھا بود و باش اختیار کرلی۔ شاہ مجاپاہت نے جب یہ خبر سُنی تو رادن حسین کو
اوسکے بھائی کے پاس یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ رادن پاتا کو دار الخلافہ مجاپاہت مین آنکر تخت
شاہی کی اطاعت قبول کرنی چاہیئے۔ اور اگر ایسا کرنیسے انکار ہو تو بنتارا فوراً مسمار کردیا جاوے۔
رادن حسین نے اپنے بھائی کو آکر سمجھایا اور اُسکو اپنے ہمراہ لیکر دربار شاہی مین پہونچا۔ رادن پاتا
کو دیکھتے ہی لوگون نے بادشاہ کی شباہت اوسکی صورت مین دریافت کرلی۔ دربار مین اوسکی تعظیم
ہوئی اور بحکم شاہی وہ بنتارا کا حاکم مقرر کیا گیا۔

رادن پاتا شہر امپیل کو واپس آیا۔ انتقام کی آگ اوسکے دل مین برابر سلگ رہی تھی اور اپنے باپ
کی سلطنت کے تاخت و تاراج پر بدستور آمادہ تھا۔ امپیل مین آکر رادن رحمت سے اوسنے تمام اپنے
منصوبے بیان کیئے۔ رادن رحمت نے اس نوجوان کے غصّے کو فرو کرنا چاہا اور اوسکو یہ بات
جتائی کہ اوسکے باپ شاہ مجاپاہت نے کسقدر اوسپر الطاف و کرم ظاہر کیا ہے۔ علاوہ ازین کہ بادشاہ

بہت عادل اور رحمدل عزیز ہے مذہبًا وہ اپنے باپ سے لڑائی نہین کرسکتا - اور نہ کوئی ایسی حرکت کرسکتا ہے جس سے اوسے ایذا پہونچے -

آیندہ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ رادن پاتا پر اس بزرگ کی نصیحتونکا کچھ اثر نہین ہوا اور وہ بنتارا کو واپس چلا آیا - بنتارا باعتبار آبادی و دیگر امور کے نہایت جلد ترقی کر رہا تھا - اضلاع کے لوگ کثرت سے مسلمان ہوتے جاتے تھے - حاکم شہر نے ایک عالیشان مسجد[†] تعمیر کرنے کی تدبیر کی - لیکن اوسکی تعمیر شروع ہونیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد رادن رحمت کی سخت علالت کی خبر پہونچی - رادن پاتا فورًا شہر امپیل کو روانہ ہوگیا - آتے ہی یہان اوسنے اُن بڑے بڑے دُعاۃ اسلام کو اوس بزرگ کے بستر مرگ کے گرد دیکھا جو اوسکو تمام عمر بدل اپنا سردار تسلیم کرتے رہے - ان دعاۃ مین رادن رحمت کے دو لڑکے تھے جنکا ہم پہلے ذکر کر چکے ہین - رادن پاکو حاکم گرسی تھا اور پانچ اور بڑے بڑے داعی تھے - چند روز کے بعد رادن رحمت نے انتقال کیا - اور رادن پاتا کے منصوبونکا اب کوئی مزاحم باقی نرہا - رادن رحمت کے انتقال کے بعد یہ آٹھون دعاۃ اسلام بنتارا کو روانہ ہوئے - تعمیر مسجد کے اختتام مین سب نے ملکر مدد کی اور شاہ مجاپاہت کے مقابلہ مین رادن پاتا کی امداد کیواسطے سب نے متفق ہوکر بحلف اقرار کیا - بجز رادن جسین کے جنے معہ اپنے تمام ساتھیون کے اپنے آقا کی اطاعت سے منحرف ہونا قبول نہین کیا - اور اپنے ہم مذہب باغیونکی شرکت سے انکار کیا - باقی کل مسلمان سردار اس سازش مین شریک ہوگئے - انجام کار لڑائی شروع ہوئی اور عرصۂ دراز تک رہی - اس لڑائی کے مفصل بیان کرنیکی ہم کوئی ضرورت نہین پاتے - مختصر یہ کہ ایک سخت لڑائی کے بعد جو سات روز تک رہی سلطنت مجاپاہت کو بالکل زوال ہوگیا - اور مجاپاہت سے ہندو راج کے مشرقی جاوا مین اسلامی

---

† یہ مسجد اسوقت تک موجود رہی - باشندگان جاوا اپنے جزیرے کے تمام تبرکات مین اوسکو سب سے افضل تسلیم کرتے ہین -

حکومت قایم ہوگئی۔ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد رادن حسین اپنے ہمراہیونکو لیکر ایک
محفوظ مقام مین پناہ گزین ہوا۔ فاتح نے اوسکا محاصرہ کیا شکست دیکر رادن رحمت کو گرفتار کیا اور
شہر امپل مین لائے۔ رادن پاتا اپنے بھائی سے نہایت سلوک اور محبت سے پیش آیا۔ اون
لوگون مین سے اکثر جو ہندو راج کے اخیر دم تک خیرخواہ رہے تھے سنہ ۱۴۸۱ء مین جزیرہ بلی
مین بھاگ کر چلے آئے۔ اس جزیرے مین سیوا کی پرستش ابتک کثرت سے رائج ہے۔
بعض نے اونمین سے خاندان مجاپاہت کے شہزادونکی پیشوائی مین چھوٹی چھوٹی ریاستین قایم
کرلین اور ہندو دارالسلطنت مجاپاہت کی بربادی کے بعد بھی کچھ عرصہ تک بت پرست رہے۔

جاوا کے مشرقی حصّون مین جب یہ معرکے ہو رہے تھے تو دعاۃ اسلام مغرب مین اپنے کام
سے غافل نہ تھے شیخ نورالدین ابراہیم نے جو مقام چیری بون مین سکونت پذیر ہوگئے تھے اپنے
بیٹے حسن الدین کو علاقہ بانٹن مین جو بالکل غرب مین واقع ہے اور سلطنت پجاجارن کے تحت
مین تھا اسلام کی تلقین کیواسطے روانہ کیا۔ مولانا حسن الدین کو یہان پھونچکر اپنے کام مین
نہایت مقصدوری حاصل ہوئی۔ جن لوگون نے اونکی ہدایت سے اسلام قبول کیا اونمین سے
آٹھ سو ایسے بت پرست عابد تھے جو تارک الدنیا ہوچکے تھے۔ جاوا کی تواریخ مین یہ امر خاص طور
پر بیان کیا گیا ہے کہ اس نوجوان سردار نے صرف اپنے خلق اور ہدایت سے لوگون کو مسلمان
کیا۔ تلوار سے ہرگز کام نہین لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حسن الدین اپنے باپ کے ساتھ مکہ معظمہ حج کے
واسطے روانہ ہوگیا۔ وہان سے واپس ہوکر مجاپاہت پر یورش کرنے مین رادن پاتا کا مددگار ہوا۔

مغربی جاوا مین اسلام کی ترقی بہ نسبت مشرق کے زیادہ عرصہ مین ہوئی۔ بندگان اسلام
مین اور سیوا کے پوجاریون مین سخت لڑائیان شروع ہوگئین۔ ہندو سلطنت پجاجارن کی زوال[†]

† Veth: Java II. p. 257, 270.

سے پہلے جو سولھوین صدی عیسوی کے وسط سے پیشتر نہین ہوا اسلام کو یہان کامل ترقی نہو سکی۔ جاوا کی تواریخ کے مطابق یہ حکومت مغربی ریاستون پر بھی فرمانروا تھی۔ سلطنت پجاجارن کے غارت ہونے کے بعد بھی چند چھوٹی چھوٹی بت پرست ریاستین زمانۂ دراز تک قایم رہین[†]۔ بعض اونمین سے اسوقت تک موجود ہین۔ ان ریاستون مین سے ایک کے باشندون کے حالات جو بدُوِن کے نام سے مشہور ہین نہایت دلچسپ ہین۔ اصل مین یہ اُن لوگونکی نسل سے ہین جو قدیم مذہب کے پیرو تھے سلطنت پجاجارن کے زوال کے بعد وہ پہاڑون اور جنگلون مین بھاگ کر اس غرض سے پناہ گزین ہوئے تھے کہ اپنے قدیم مذہب پر بغیر کسی کی مزاحمت کے عمل کر سکین۔ جب انھون نے سلطان بانٹن کی اطاعت قبول کی تو اونکو اپنے مذہب پر قایم رہنے کی اجازت ملگئی۔ مگر اس شرط سے کہ وہ اپنے ہم مذہب بت پرستونکی تعداد کو ترقی ندین[††]۔ یہ نہایت عجیب بات ہے کہ یہ لوگ ابتک اس عہد کی سختی سے پابندی کرتے ہین۔ باوجودیکہ ان مقامات پر مدت سے ڈچ کی حکومت ہے اور وہ اس قدیم عہد پر عمل کرنیکے فرض سے بالکل بری ہین۔ لیکن وہ اپنی تعداد کو چالیس خاندانون سے زیادہ ہرگز بڑھنے نہین دیتے۔ جب کبھی اونکی تعداد اس سے زیادہ ہوجاتی ہے تو ایک یا دو خاندان اپنی جا سے سکونت سے علیحدہ ہوکر قریب کے کسی گانون مین جہان مسلمان آباد ہوتے ہین بود و باش اختیار کر لیتے ہین[†††]۔

† جزیرہ جاوا کے سفر مین ایک سیاح نے ۱۵۹۶ء مین تین بت پرست ریاستونکا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ بت پرست اونمین کثرت سے آباد تھے۔

†G.K. Niemann: Inleiding tot de kennis van den Islam. p. 342.

††Raffles ib. Vol. II. p. 132-3. London. 1817.

†††E. Metzger: Die Badwwis auf Java. Globus. XLIII. p. 279. Braunschweig. 1883.

اگرچہ مغربی جاوا مین بہ نسبت اور حصّون کے لوگون نے اسلام دیر مین قبول کیا لیکن چونکہ بت پرستی نے اونکے دلون مین برخلاف وسط جزیرے کے باشندون کے زیادہ مضبوطی کے ساتھ جڑ نہین پکڑی تھی اسلئے اسلام کو بہ نسبت اُن اضلاع کے جو سلاطین مجاپاہت کے تسلط مین آئے یہان زیادہ کمال کے ساتھ کامیابی ہوئی - شرع ملک کا قانون ہے - عرب کی تہذیب لوگون کے دلون مین اور ملک کی گورنمنٹ مین بالکل سرایت کر گئی ہے - یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ اسوقت تک مغربی جاوا کے مسلمان جو دینیات پڑھتے ہین یا جو حج کراتے ہین وہ عموماً رعایا مین سب سے زیادہ ہوشیار اور اقبالمند تصور کیئے جاتے ہین† -

جزیرۂ جاوا کے بہت سے حصّونمین اسلام کی پابندی جیسی ہونی چاہیئے نہین ہوتی - بت پرستی کے بہت سے توہمات اور رسوم مسلمانون مین ابھی تک قایم ہین -

اسی سلسلے مین ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ حج مکّہ اشاعت اسلام کی تاریخ مین کسقدر قابل وقعت چیز ہے - وہ صحبتین جو تمام دنیا کے مسلمانون کو ایک جگہہ جمع ہونیسے نصیب ہوتی ہین اور وہ مذہبی تعلیم و تلقین جنسے ایام حج مین لوگ بہرہ مند ہوتے ہین - اون نقصونکو جو استعداد ذہنی مین رہجاتے ہین رفع کر دیتی ہین - مکہ معظمہ مین باشندگان مجمع الجزایر کی ایک بڑی بستی آباد ہے - اس بلدۂ پاک مین بعض نے مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی ہے اور

† De Mohammedaansche Geestelijkeid en de Geestelijke Goederen of Java en Madoera, door Mr. L. W. C. van den Berg. Tijdschrift voor Indische Taal- Land- en Volkenkunde. XXVII. pp. 35-6. Batavia. 1881.

بعض صرف علوم دینی کی تحصیل ختم کرنے تک وہان قیام پذیر رہتے ہین- یہ لوگ اپنے ہموطنون کے خیالات مذہب پر بڑا قابو رکھتے ہین- بہت سی وہ کثافتین جنھون نے باشندگان جزایر ہین- رسوم بت پرستی کے رواج سے- اسلام کو آلودہ کر رکھا تھا انھون نے دور کر دی ہین- اس کام کو انھون نے بہ نسبت اُن ملکون کے جہان اسلام آٹھ یا نو صدی پیشتر سے رائج ہو چکا تھا زیادہ کامیابی کے ساتھ انجام دیا- فی الحقیقت حج مکہ نے بہ نسبت ہندوستان یا ٹرکی کے[†] باشندگان مجمع الجزایر مین زیادہ عمدہ اثر پیدا کیا[††]-

علاوہ ازین کہ باشندگان میلے نے مکہ معظمہ مین اپنی بستی قایم کر لی ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انمین حاجیون کی تعداد ہر سال بڑھتی جاتی ہے- موجودہ صدی کے وسط تک گورنمنٹ ڈچ لوگون کے سفر حج اختیار کرنے کی مانع رہی- چنانچہ اوسنے یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ کوئی شخص بغیر اجازت حاصل کیئے جو بعوض ایکسو دس فلورن (یعنی ایکسو ڈلس روپیہ سے کچھ زیادہ) کے مل سکیگی حج کیواسطے روانہ نہین ہو سکتا- جو شخص اس حکم کے خلاف کریگا اوسکو دوگنی رقم واپسی پر بطور جرمانے کے ادا کرنی ہوگی[†††]- اس حکم کے جاری ہونے پر یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ ۱۸۵۲ء مین حاجیون کی تعداد صرف ستّر رہگئی تھی[‡]- لیکن اسی سال جب یہ حکم منسوخ ہوا تو اونکا

† C. Snouck Hurgronje: Mekka. II. p. 348. (The Hague. 1889.)

†† id. ib. p. XV.

††† G. K. Niemann: Inleiding tot de Kennis van den Islam. pp. 406-7.

‡ W. F. Andriessen: De Islam in Nederlandsch Indië. (Vragen van den Dag. p. 227. Amsterdam. 1889.)

شمار بہت زیادہ ہوگیا- گذشتہ چند سال کی سرکاری کیفیتون مین جو زیادتی حاجیونکی تعداد کی دیکھنے مین آتی ہے اوسکا پیشتر کسی کو گمان تک نہین ہوسکتا تھا-

سنہ ۱۸۷۴ء مین جو لوگ صرف جزیرہ جاوا سے حج کیواسطے گئے اونکی تعداد ان لوگون کے مجموعہ سے کہین زیادہ تھی جو بعد منسوخی حکم کے بحر الجزایر کی تمام ڈچ عملداریون سے چھہ برس کے زمانہ مین حج کیواسطے روانہ ہوئے[††]- فی زمانہ بھی جو اندازہ اونکی تعداد کا کیا جاتا ہو کسی کمی کا اندیشہ نہین پیدا ہوتا- سنہ ۱۸۷۴ء مین (۲۳۸۰۲) تیئیس ہزار آٹھ سو دو- اور سنہ ۱۸۸۶ء مین (۴۸۲۳۷) اڑتالیس ہزار دو سو سینتیس آدمی صرف جزیرہ جاوا سے حج کیواسطے روانہ ہوئے- اس حساب سے بارہ برس کے عرصہ مین ۴۰ فیصدی کی زیادتی اونکے شمار مین ہوئی- اور جزیرون مین افزایش تعداد کا اوسط اس سے بھی زیادہ ہے- جزیرہ بورنیو اور سیلیبز مین چھیاسٹھ اور جزیرہ سماٹرا مین نواسی فیصدی کی زیادتی بارہ برس کے عرصے مین ہوئی[†]- ذرایع سفر کی آسانی اس ترقی کا زیادہ تر باعث ہوئی ہے- لیکن ایک عیسائی مشنری نے لکھا ہے کہ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ حج کی وقعت کم تصور کیجاوے کیونکہ اس روز افزون ترقی تعداد نے اُن خوبیون مین جو حج کیوجہ سے حاجیون مین پیدا ہوتی ہین کسیطرح کی کمی نہین پیدا کی ہے- بلکہ اسکے برخلاف اب اونمین بہت حاجی ایسے ہوتے ہین جو عقاید اسلام سے بہ نسبت سابق کے حاجیون کے زیادہ واقفیت رکھتے ہین"-

† Report of Centenary Conference on the Protestant Missions of the World, held in London. 1888. Vol. I. p. 21.

†† حاجیونکی تعداد سنہ ۱۸۵۲ء مین سنہ ۱۸۵۹ء تک بارہ ہزار نوسو پچاسی تھی-

Niemann-ib. p. 407.